ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

26

www.tanzeem.org

25 جون تا یکم جولائی 2013ء/15 تا 21 شعبان المعظم 1434ھ

تین فتنے

حضور ﷺ کی امت کو تین فتنوں سے شدید نقصان پہنچا ہے: پہلا مسلمان نام کی ان حکومتوں کا فتنہ جنہوں نے حضور ﷺ کی سنت اور اسلامی آئین کی پابندی سے انحراف کر کے حریت، مساوات، اخوت، مشاورت، عدل و انصاف اور کفالت عامہ جیسی قدروں کو پامال کیا اور امت کو زوال اور انتشار کی پستیوں میں دھکیل دیا۔ دوسرا فرقہ و مسلک پرستی اور نسلی تعصبات کا فتنہ، جس نے اُمت کے اندرونی اتحاد کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔ تیسرا دین کے اس عوامی تصور کا فتنہ جو انفرادیت کو جماعتی زندگی پر فوقیت دیتا ہے، فروعات اور مستحبات کو فرائض و واجبات پر مقدم ٹھہراتا ہے، جس میں فریضہ اقامت دین کا کوئی تصور نہیں اور جس نے دین کو ٹکڑے ٹکرے کیا اور اس کا سیاست سے رشتہ ختم کر دیا۔

انہی تین فتنوں کے باعث امت کو ماضی میں چرکے سہنے پڑے اور یہی وہ فتنے ہیں جن کی وجہ سے آج کفر و شرک کی عالمی طاقتیں امت پر مسلط ہیں اور امت اپنی سیاسی اور اقتصادی آزادی کھو چکی ہے۔

اب امت کا مسئلہ یہ نہیں کہ لوگ اپنے اپنے مسالک چھوڑ کر حنفی یا اہل حدیث بن جائیں بلکہ اس کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقے باہم متفق ہو کر امت کے اندرونی اتحاد کو مضبوط بنائیں، اس کی امامت کے عالمی منصب کی بحالی کے لئے ایک دوسرے سے تعاون کریں اور حضور ﷺ کی جامع سنت کے اتباع...... اقامت دین یا اسلامی نظام کے قیام...... کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کا ہدف بنائیں۔

عالمگیر اُمت اور فرقہ بندی
محمد نواز

اس شمارے میں

ہم نے خود جلایا ہے یہ آشیانہ

دستوری منافقت اور سود کا خاتمہ کیجئے!

یقین محکم، عمل پیہم

مدرسین کے لئے ہدایات

ڈرون گرانے کے دعوے اور نئی حکومت

عافیہ صدیقی کا پیغام مریم نواز کے نام

مال تجارت

بوعلی سینا

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

سورۃ الرعد

(آیات:41تا43)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُہَا مِنۡ اَطۡرَافِہَا ؕ وَاللّٰہُ یَحۡکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکۡمِہٖ ؕ وَہُوَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَقَدۡ مَکَرَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ فَلِلّٰہِ الۡمَکۡرُ جَمِیۡعًا ؕ یَعۡلَمُ مَا تَکۡسِبُ کُلُّ نَفۡسٍ ؕ وَسَیَعۡلَمُ الۡکُفّٰرُ لِمَنۡ عُقۡبَی الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَیَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَسۡتَ مُرۡسَلًا ؕ قُلۡ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًۢا بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَکُمۡ ۙ وَمَنۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ الۡکِتٰبِ ﴿۴۳﴾

آیت ۴۱ ﴿اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُہَا مِنۡ اَطۡرَافِہَا ؕ﴾ ’’کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو گھٹاتے چلے آرہے ہیں اس کے کناروں سے؟‘‘

﴿وَاللّٰہُ یَحۡکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکۡمِہٖ ؕ وَہُوَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۴۱﴾﴾ ’’اور اللہ ہی فیصلہ کرتا ہے‘ کوئی نہیں پیچھے ڈالنے والا اس کے حکم کو‘ اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔‘‘

یہ مضمون سورۃ الانبیاء میں اس طرح بیان ہوا ہے: ﴿اَفَلَا یَرَوۡنَ اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُہَا مِنۡ اَطۡرَافِہَا ؕ اَفَہُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۴۴﴾﴾ ’’کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آرہے ہیں‘ تو کیا اب یہ غالب آنے والے ہیں؟‘‘ یہ اُس دَور کی طرف اشارہ ہے جب مشرکین مکہ نے مکہ کے اندر رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف دشمنی کی بھٹی پورے زور شور سے دہکا رکھی تھی اور وہ لوگ اس میں اپنے سارے وسائل اس اُمید پر جھونکے جا رہے تھے کہ ایک دن حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی اس تحریک کو نیچا دکھا کر رہیں گے۔ اس صورتِ حال میں انہیں مکہ کے مضافاتی علاقوں (اُمّ القُریٰ وَ مَنۡ حَوۡلَہَا) کے معروضی حالات کے حوالے سے مستقبل کی ایک امکانی جھلک دکھائی جا رہی ہے کہ بے شک ابھی تک مکہ کے اندر تمہاری حکمت عملی کسی حد تک کامیاب ہے‘ لیکن کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ مکہ کے آس پاس کے قبائل کے اندر اس دعوت کے اثر ونفوذ میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے اور اس کے مقابلے میں تمہارا حلقہ اثر روز بروز سکڑتا چلا جا رہا ہے۔ جیسے قبیلہ بنی غفار کے ایک نوجوان ابوذر رضی اللہ عنہ یہ دعوت قبول کر کے اپنے قبیلے میں ایک مبلغ کی حیثیت سے واپس گئے ہیں اور آپؓ کی وساطت سے یہ دعوت اس قبیلے میں بھی پہنچ گئی ہے۔ یہی حال اردگرد کے دوسرے قبائل کا ہے۔ ان حالات میں کیا تمہیں نظر نہیں آرہا کہ یہ دعوت رفتہ رفتہ تمہارے چاروں طرف سے تمہارے گرد گھیرا تنگ کرتی چلی جا رہی ہے؟ اب وہ وقت بہت قریب نظر آرہا ہے جب تمہارے اردگرد کا ماحول اسلام قبول کر لے گا اور تم لوگ اس کے دائرہ اثر کے اندر محصور ہو کر رہ جاؤ گے۔

اس آیت میں جس صورتِ حال کا ذکر ہے اس کا عملی مظاہرہ ہجرت کے بعد بہت تیزی کے ساتھ سامنے آیا۔ حضور ﷺ نے مدینہ تشریف لانے کے بعد ایک طرف قریش مکہ کے لیے ان کی تجارتی شاہراہوں کو مخدوش بنا دیا تو دوسری طرف مدینہ کے آس پاس کے قبائل کے ساتھ سیاسی معاہدات کر کے اس پورے علاقے سے قریش مکہ کے اثر ورسوخ کی بساط لپیٹ دی۔ مدینہ کے مضافات میں آباد بیشتر قبائل قریش مکہ کے حلیف تھے مگر اب ان میں سے اکثر یا تو مسلمانوں کے حلیف بن گئے یا انہوں نے غیر جانبدار رہنے کا اعلان کر دیا۔ قریش مکہ کی معاشی ناکہ بندی (economic blockade) اور سیاسی انقطاع (political isolation) کے لیے رسول اللہ ﷺ کے یہ اقدامات اس قدر مؤثر تھے کہ اس کے بعد انہیں اپنے اردگرد سے سکڑتی ہوئی زمین بہت واضح انداز میں دکھائی دینے لگی۔

دراصل فلسفہ سیرت کے اعتبار سے یہ بہت اہم موضوع ہے مگر بہت کم لوگوں نے اس پر توجہ دی ہے۔ میں نے اپنی کتاب ’’منہج انقلاب نبوی ﷺ‘‘ میں اس پر تفصیل سے بحث کی ہے۔

آیت ۴۲ ﴿وَقَدۡ مَکَرَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ﴾ ’’اور جو ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی بڑی چالیں چلی تھیں‘‘

اپنے اپنے دَور میں منکرین حق نے انبیاء ورسل کی دعوتِ حق کو روکنے کے لیے سازشوں کے خوب جال پھیلائے تھے اور بڑی بڑی منصوبہ بندیاں کی تھیں۔

﴿فَلِلّٰہِ الۡمَکۡرُ جَمِیۡعًا ؕ﴾ ’’لیکن ساری کی ساری تدبیریں اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی تدبیروں اور سازشوں کا مکمل طور پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس کی مشیت کے خلاف ان کی کوئی تدبیر کامیاب نہیں ہو سکتی۔

﴿یَعۡلَمُ مَا تَکۡسِبُ کُلُّ نَفۡسٍ ؕ وَسَیَعۡلَمُ الۡکُفّٰرُ لِمَنۡ عُقۡبَی الدَّارِ ﴿۴۲﴾﴾ ’’وہ جانتا ہے ہر جان جو کچھ کماتی ہے۔ اور عنقریب معلوم ہو جائے گا ان کافروں کو کہ دارِ آخرت کی کامیابی کس کے لیے ہے!‘‘

دارِ آخرت کی بھلائی اور اس کا آرام کس کے لیے ہے‘ انہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔

آیت ۴۳ ﴿وَیَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَسۡتَ مُرۡسَلًا ؕ﴾ ’’اور یہ کافر کہتے ہیں کہ آپؐ (اللہ کے) رسول نہیں ہیں۔‘‘

﴿قُلۡ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًۢا بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَکُمۡ ۙ﴾ ’’آپؐ کہہ دیجیے کہ اللہ کافی ہے گواہ میرے اور تمہارے درمیان‘‘

اللہ جانتا ہے کہ میں اس کا رسول ہوں اور اُس کا جاننا میرے لیے کافی ہے۔

﴿وَمَنۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ الۡکِتٰبِ ﴿۴۳﴾﴾ ’’اور جن کے پاس کتاب کا علم ہے (وہ بھی اس پر شاہد ہیں)۔‘‘

میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے کہ میں اُس کا رسول ہوں اور پھر ہر اُس شخص کی گواہی جو کتابِ آسمانی کا علم رکھتا ہے۔ اللہ تو جانتا ہی ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور میرا معاملہ اُسی کے ساتھ ہے۔ اس کے علاوہ یہ اہل کتاب بھی بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اہل کتاب کے اس معاملے کو البقرۃ:۱۴۶ اور الانعام:۲۰ میں اس طرح واضح فرمایا گیا ہے: ﴿یَعۡرِفُوۡنَہٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَہُمۡ﴾ کہ یہ آپ ﷺ کو بحیثیت رسول ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

25 جون تا یکم جولائی 2013ء جلد 22
15 تا 21 شعبان المعظم 1434ھ شمارہ 26

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا-------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم نے خود جلایا ہے یہ آشیانہ

زیارت میں قائداعظم ریذیڈنسی کو جلا دیا گیا ہے۔ بلوچستان لبریشن آرمی نے دہشت گردی کی اس کارروائی کو تسلیم کیا ہے۔ زیارت بلوچستان کا ایک ضلع اور ضلعی ہیڈکوارٹر ہے۔ یہ ایک صحت افزا مقام ہے۔ قائداعظم محمد جناح نے اپنی زندگی کے آخری ایام اسی جگہ پر گزارے تھے۔ دہشت گردی کی اس کارروائی پر سیاست دانوں' دانشوروں اور ماہرین نے زوردار انداز میں بیان بازی کی ہے اور اسے پاکستان کی اساس اور بنیاد پر حملہ قرار دیا ہے، اور اسے پاکستان دشمن عناصر کی کارروائی قرار دیا گیا ہے۔ کالم نگاروں نے بھی اسی نوع کے خیالات قلمبند کیے ہیں۔ علاوہ ازیں صوبائی اور مرکزی حکومتوں کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ قائداعظم کی رہائش گاہ کو تحفظ دینے میں ناکام رہی ہیں۔ ہم ہر قسم کی تخریبی کارروائی کی پُرزور مذمت کرتے ہیں، چاہے تخریب کار کسی عام شہری کے گھر کو نقصان پہنچائیں یا قائداعظم کی رہائش گاہ کو تباہ و برباد کریں۔ ہم اس نبی رحمت ﷺ کے امتی ہیں جنہوں نے حالت جنگ میں درخت کاٹنے کی بھی اجازت نہیں دی چہ جائیکہ معصوم جانوں کا قتل عام کیا جائے یا کسی کی رہائش گاہ کو جلا کر خاکستر کیا جائے۔ اللہ رب العزت اپنی پاک کتاب قرآن مجید میں ایک انسانی جان کے قتل کو ساری انسانیت کے قتل کے مساوی قرار دیتا ہے، لہٰذا بلا عذر شرعی جانوں کا قتل اور شہریوں کے مال اور عزت کو نقصان پہنچانا ہمارے نزدیک بدترین گناہ ہیں۔ البتہ اس سانحہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ہم تمام پاکستانیوں کی توجہ بعض اہم امور کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔

جناح پونجا کے فرزند ارجمند کو ہم سب نے محمد علی جناح سے قائداعظم کیوں اور کس لیے بنایا۔ اس لیے کہ برصغیر ہند کے مسلمانوں کی عظیم اکثریت نے اس شخص کے بارے میں رائے قائم کی کہ یہ شخص قوم سے مخلص ہے، پُرعزم ہے، محنتی ہے۔ یہ شخص مسلمانانِ برصغیر کی صحیح ترجمانی کر سکے گا۔ یہ شخص کانگریس میں رہ کر ہندو ذہنیت کو اچھی طرح جان چکا ہے۔ اس شخص نے انگلستان میں طویل عرصہ گزارا ہے اور انگریزوں کے طریقۂ واردات کو بخوبی سمجھتا ہے۔ یہ شخص نہ انسانوں کے سامنے جھک سکتا ہے اور نہ بک ہی سکتا ہے۔ یہ شخص اپنوں اور دشمنوں کی نفسیات کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ مقامی اور بین الاقوامی حالات پر گہری نظر رکھتا ہے۔ قوم کو یقین تھا کہ یہی شخص مہاتما گاندھی کی چالبازیوں اور پنڈت نہرو کی قلابازیوں کا مردانہ وار مقابلہ کر سکتا ہے۔ قائداعظم کی صلاحیت اور اہلیت کا اعتراف مسلمانوں نے ہی نہیں، دشمن (یعنی ہندوؤں) نے بھی کیا۔ پنڈت نہرو کی بہن وجے لکشمی پنڈت کہتی ہیں کہ اگر سو مہاتما گاندھی مسلم لیگ میں ہوتے اور ایک قائداعظم محمد علی جناح کانگریس کو میسر آ جاتا تو پاکستان کبھی نہ بن سکتا۔ یعنی جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ قائداعظم نے اہل پاکستان کو تین سنہری اصولوں کو دانتوں سے پکڑنے کی زوردار نصیحت کی: (i) اتحاد (ii) تنظیم (iii) یقین محکم۔ علاوہ ازیں قائداعظم نے قیام پاکستان سے پہلے ایک سو ایک اور قیام پاکستان کے بعد تیرہ ماہ میں چودہ (14) تقاریر ایسی کیں جن میں بلاواسطہ اور بالواسطہ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کا ذکر موجود ہے۔ قائداعظم نے کہا پاکستان کا آئین چودہ سو سال پہلے تشکیل پا چکا ہے۔

قائداعظم پاکستان بنانے کے تیرہ ماہ بعد 11 ستمبر 1948ء کو اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔ پاکستان کے عوام اور خواص نے قائداعظم کا شاندار بت بنایا۔ اس کی خوب پوجا پاٹ کی۔ دن رات

تحسین و آفرین کی گئی۔ ان کی دیانت‘ حق گوئی‘ محنت اور اصول پسندی پر واہ واہ کے ڈونگرے برسائے گئے۔ ہر سرکاری اور غیر سرکاری دفتر میں ان کی تصویر سجائی گئی، لیکن عملاً قوم نے کون سا راستہ اختیار کیا، یہ ایک المناک داستان ہے، جس کی تفصیلات بیان کرنے کا اس لیے کوئی خاص فائدہ نہیں کہ بچہ بچہ جانتا ہے، لہٰذا کسی بڑی مجلس عزا کے سجانے کی کوئی خاص ضرورت تو نہیں۔ بہر حال قائد کی قوم نے بددیانتی‘ چوری چکاری اور ڈاکہ زنی کے عالمی ریکارڈ قائم کیے۔ ایک بدبخت امریکی ذمہ دار نے یہاں تک کہہ دیا کہ پاکستانی تو ڈالروں کی خاطر اپنی ماں بیچ سکتے ہیں۔ ہم نے مختلف مواقع پر قومی مفاد کو کوڑیوں کے بھاؤ بیچا بلکہ اس کی لوٹ سیل لگائی۔ ہم ڈالروں کے لالچ میں دہشت گردی کی جنگ کو ہمسائے کے گھر سے اپنے آنگن میں کھینچ لائے۔ ہم نے اس جنگ میں چالیس ہزار پاکستانیوں (سویلین اور فوجی) کی جانیں نذر کر دیں۔ اربوں روپے کا مالی نقصان ملک اور قوم کو ہوا لیکن کروڑوں ڈالر ہماری قیادت کی جیب میں چلے گئے۔ ہم نے کراچی میں سیاسی مفادات کے حصول کے لیے اسلحے کے انبار لگا دیے۔ باہمی قتل و غارت کا عالم یہ ہے کہ کراچی میں 10‘15 افراد کی ٹارگٹ کلنگ اب خبر نہیں بنتی۔ جیسے پٹھان کی چھرے والی بندوق سے کسی نے 10 یا 15 غبارے نشانہ لگا کر پھاڑ دیے ہوں۔ نظریۂ پاکستان پر پھبتیاں کسنا اور اس کا ذکر کرنے والوں کا تمسخر اڑانا اب ماڈرن اور تہذیب یافتہ کہلانے کے لیے لازم سمجھا جاتا ہے۔ قائداعظم کے اصول تنظیم کا جائزہ لینا ہو تو پاکستان کے کسی بڑے شہر کی ٹریفک پر نگاہ ڈالیں۔ آپ کو تنظیم کا مطلب سمجھ آ جائے گا۔ اتحاد کے اصول پر ہم نے خودکُش حملے کیے۔ یقین محکم کا حال یہ ہے کہ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جس کے عوام ہی نہیں، حکام بھی کہتے ہیں کہ فلاں فلاں سال تک پاکستان قائم نہیں رہ سکے گا۔ اگرچہ ہر تخریبی کارروائی قابل مذمت ہے جس سے جان و مال کا نقصان ہو، لیکن جب خود عوام و خواص نے قائداعظم کے خیالات اور نظریات پر ایٹم بم گرائے اور انہیں جلا کر خاکستر کر دیا تو اس سے بڑھ کر قابل مذمت اور کیا چیز ہوگی۔ قائداعظم کی زیارت والی رہائش گاہ جو اینٹ اور سیمنٹ کی بنی ہوئی تھی اسے تباہ کرنا یقیناً ایک بڑا جرم ہے لیکن قائداعظم کے نظریات و خیالات سے انحراف کرنا، اس ملک میں لوٹ مار کرنا جسے وجود بخشنے کے لیے انہوں نے اپنی شریانوں کا سارا خون نچوڑ دیا تھا اور آخری اور اہم ترین بات یہ کہ جس نظامِ خلافت راشدہ کو انہوں نے اسی ریذیڈنسی میں اپنے معالجین کی موجودگی میں پاکستان کے لیے آئیڈیل قرار دیا تھا اسے ترک کر کے باطل سرمایہ دارانہ نظام کو عوام پر مسلط کر دینا، اس سے کہیں بڑے جرائم ہیں۔ اگر ہم قائداعظم کے اصولوں کو دانتوں سے پکڑ لیتے اور نظام خلافت راشدہ کی طرف پیش رفت کرتے تو کیا کسی کی جرأت ہوسکتی تھی کہ وہ اس رہائش گاہ کو تباہ کر دیتا۔ لہٰذا اس آشیانہ کو جلانے کے ہم سب ذمہ دار ہیں۔ ہم نے خود جلایا ہے یہ آشیانہ۔ آیئے، نظامِ ربانی کی برکھا برسا کر اسے خاکستر ہونے سے بچا لیں، راکھ کا ڈھیر بننے سے بچائیں، اس سے پہلے کہ مہلت ختم ہو جائے۔

پریس ریلیز 15 جون 2013ء　حافظ عاکف سعید

کوئٹہ دہشت گردی میں ملوث بلوچ لبریشن آرمی کو امریکی اور بھارتی اشیرباد حاصل ہے

جب تک ہم آزاد خارجہ پالیسی اپنا کر امریکی غلامی سے نہ نکلے اس وقت تک ہمارے ملک میں امن وسکون قائم نہیں ہو سکتا

کوئٹہ میں دہشت گردی کے حالیہ تینوں واقعات کی ذمہ دار بلوچستان لبریشن آرمی کو امریکہ اور انڈیا کی مکمل اشیرباد حاصل ہے۔ امریکہ دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ کو پاکستان تک پھیلانا چاہتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے کوئٹہ میں دہشت گردی کے واقعات میں 40 سے زائد ہلاکتوں پر انتہائی اظہار افسوس کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ افغانستان میں موجود بھارتی کونسل خانے دہشت گردوں کو تربیت اور پاکستان میں موجود اپنے ایجنٹوں کی خفیہ اور اعلانیہ مدد کر رہے ہیں، تاکہ پاکستان میں امن وامان قائم نہ رہ سکے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک ہم آزاد خارجہ پالیسی اپنا کر امریکی غلامی سے نہ نکلے اس وقت تک ہمارے ملک میں امن وسکون قائم نہیں ہوسکتا۔

پریس ریلیز 21 جون 2013ء

امریکہ اور افغان طالبان کے مابین مذاکرات خوش آئند ہیں

مذاکرات میں امریکہ ہیر پھیر سے اجتناب کرے ورنہ اُسے شدید جانی ومالی نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا

امریکہ اور افغان طالبان کے مابین مذاکرات خوش آئند ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ امریکہ کو اس حقیقت کا ادراک ہو گیا ہے کہ میدانِ جنگ میں طالبان افغانستان کو شکست نہیں دی جا سکتی، لہٰذا مذاکرات اُس کی مجبوری ہے۔ انہوں نے مذاکرات کے حوالے سے حامد کرزئی کے طرز عمل پر شدید نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ وہ زمینی حقائق کو تسلیم کرے اور سطحی نوعیت کے اعتراضات وارد کرنے کی بجائے مذاکرات میں تعاون کرے، تاکہ امریکیوں کے انخلا کو جلد از جلد ممکن بنایا جا سکے۔ انہوں نے امریکہ کو متنبہ کیا کہ مذاکرات میں ہیر پھیر اُسے شدید جانی و مالی نقصان سے دوچار کر دے گا۔ حافظ عاکف سعید نے زیارت میں قائداعظم کی ریزیڈنسی کو تباہ کرنے کی شدید مذمت کی اور اسے گھناؤنا فعل قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ یہ انتہائی قابل مذمت فعل ہے لیکن پاکستانیوں نے خصوصاً حکمرانوں نے قائداعظم کے خیالات اور نظریات سے انحراف کر کے اور پاکستان میں نظام خلافت رائج کرنے کی بجائے باطل سرمایہ دارانہ نظام رائج کر کے اس سے کہیں بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ انہوں نے دعا کی کہ افغانستان اور پاکستان میں اسلام کا نظام عدلِ اجتماعی قائم ہو، تاکہ یہاں کے عوام سکھ کا سانس لے سکیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی

میاں صاحب! دستوری منافقت اور سود کا خاتمہ کیجیے!

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 14 جون 2013ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[خطبہ مسنونہ اور آیات قرآنی کی تلاوت کے بعد]

حضرات محترم! حال ہی میں میاں محمد نواز شریف وزارت عظمیٰ کے منصب پر فائز ہوئے ہیں۔ آج کی گفتگو میں مجھے اُن کی خدمت میں دینی اعتبار سے چند گزارشات پیش کرنی ہیں۔ اور اِس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ جو مشورہ دینی اعتبار سے ہوگا وہی اس ملک کے مفاد میں ہوگا۔ اس لئے کہ اسلام اور پاکستان لازم وملزوم ہیں۔ یہ دو الگ چیزیں نہیں ہیں۔ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے، اور جو چیز اسلام کے مفاد میں ہے وہی اس ملک کے مفاد میں ہے۔ اس ملک کا مفاد سو فیصد اسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ جو شے دینی اعتبار سے ناپسندیدہ ہے اگر کوئی شخص اس کے بارے میں یہ سمجھے کہ وہ قومی وملی اعتبار سے اپنے اندر کوئی خیر کا پہلو رکھتی ہے، تو ایسا شخص اپنے ایمان کی خیر منائے۔ بہر حال ہوسکتا ہے کہ یہ سوال ذہنوں میں پیدا ہو کہ کیا حکمرانوں کو مشورہ دینا ضروری ہے۔ تو اصولی بات یہ ہے کہ امور حکومت اور ریاستی ترجیحات کے حوالے سے یہ مشورہ دینا دین کا حصہ ہے۔ رجال دین کی صرف یہی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو نماز روزہ، طلاق، خلع اور عدت کے مسئلے بتائیں بلکہ یہ بھی اُن کا فرض ہے کہ سربراہ حکومت، اور امیر المومنین کو ملکی سیاسی معاملات اور بین الاقوامی ایشوز کے بارے میں صحیح مشورے دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بلاشبہ دین نصیحت ہے، دین نصیحت ہے، دین نصیحت ہے۔“ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کس کے لیے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ کے لئے اور اس کے رسول ﷺ کے لئے اور مسلمانوں کے حکمرانوں اور عوام (دونوں) کے لئے۔“ (سنن نسائی)

لفظ ”نصیحت“ ہمارے ہاں بڑے محدود مفہوم میں استعمال ہوتا ہے، یعنی کوئی بزرگ کسی چھوٹے کو کوئی بات سمجھائے اور مشورہ دے دے۔ دینی اعتبار سے نصح اور نصیحت کا مفہوم وسیع ہے۔ اس کا اصل مطلب ہے دوسروں کی بھلائی اور خیر خواہی چاہنا، اور اُن کے ساتھ خلوص واخلاص کا معاملہ چاہنا۔ خلوص واخلاص اور خیر خواہی یہ دونوں مفہوم نصیحت میں جمع ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے نصح کا مطلب اُس کے ساتھ وفاداری ہے۔ رسول کریم ﷺ کے ساتھ نصح کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی کے ہر ہر معاملے میں پیروی کی جائے۔ مسلمانوں کے سربراہ اور حکمران کے ساتھ خیر خواہی اُسے بُرے کاموں سے منع کرنا، اور اُن کے بدانجام سے خبردار کرنا ہے، اور عوام الناس کے ساتھ بھی نصح وخیر خواہی یہ ہوگی کہ ان کو نیکی اور بھلائی کا حکم دیا جائے، منکرات اور برائیوں سے روکا جائے، اور ان کی عاقبت سنوارنے کی فکر کی جائے۔ پس دین تو ہر ایک کے ساتھ خلوص واخلاص اور خیر خواہی کا نام ہے۔ اس حدیث کے مطابق یہ دین ہی کا تقاضا ہے کہ مسلمانوں کے حکمرانوں اور سربراہوں کو بھی دینی حوالے سے مشورے دیئے جائیں۔ چنانچہ اسی جذبے کے تحت آج مجھے کچھ باتیں نومنتخب وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی خدمت میں پیش کرنی ہیں۔ محترم والد صاحب رحمہ اللہ کا معاملہ بھی یہی تھا، بلکہ زیادہ اہتمام تھا کہ وہ سیاسی معاملات پر تبصرہ کرتے اور راہنمائی بھی دیتے تھے۔ خاص طور پر 1997ء میں جب نواز شریف صاحب بھاری مینڈیٹ کے ساتھ دوسری مرتبہ منتخب ہو کر آئے اور دو تہائی اکثریت ان کے پاس تھی، اس وقت والد گرامی نے ایک پورے خطاب جمعہ میں انہیں دینی حوالے سے مشورے دیئے تھے، اور اس بات کی وضاحت کی تھی کہ دینی اعتبار سے اب ان کی ترجیحات کیا ہونی چاہئیں۔ اس خطاب کا کیسٹ والد محترم رحمہ اللہ نے ایک خط کے ساتھ میاں شریف صاحب کو بھیج دیا تھا۔ جس کے بعد میاں شریف صاحب اپنے بیٹوں کے ہمراہ والد محترم سے ملاقات کے لئے قرآن اکیڈمی تشریف لائے تھے۔ اس ملاقات میں بھی والد محترم نے انہیں سودی نظام کے خاتمے اور آئین میں قرآن وسنت کی بالادستی کے لئے ترامیم کا مشورہ دیا تھا۔

میں نے جو آیات شروع میں تلاوت کیں، ان میں حکمرانوں کے لئے چند اصولی ہدایات ہیں۔ حکمرانی بہت نازک منصب ہے۔ یہ بہت بھاری ذمہ داری ہے۔ اس لئے کہ اِس ذمہ داری کی ادائی پر پوری امت کی بھلائی کا انحصار ہوتا ہے۔ جو مسلمان حکمران اپنی ذمہ داری صحیح طور پر خلوص واخلاص کے ساتھ پوری کرے اس کا مقام بہت اونچا ہے، اور اس ذمہ داری کو صحیح انجام نہ دینے والوں کے لئے بڑی سخت وعید آئی ہے۔ ایک مسلمان حکمران کی بنیادی اور اصولی ذمہ داری کیا ہیں، اس بارے میں فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ﴾ (الحج: 41)

”یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے منع کریں۔“

یعنی اللہ کے وفادار بندوں کا معاملہ یہ ہے کہ جب اللہ انہیں زمین میں اقتدار عطا کرتا ہے تو وہ نماز قائم کرتے ہیں۔ وہ لوگ خود تو نماز کے پابند ہوتے ہی ہیں، معاشرے میں بھی نظام صلوٰۃ قائم کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ خود بھی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور نظام زکوٰۃ بھی تشکیل دیتے ہیں۔ گویا اسلام کے جو بنیادی ستون ہیں وہ ان کو پوری طرح نافذ کرتے ہیں۔ پھر یہ کہ وہ معروف کا حکم دیتے ہیں، نیکی کی تلقین کرتے ہیں، حق کا پرچار کرتے ہیں، اور منکرات اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ چونکہ ان کے پاس قوت ہوتی ہے، لہٰذا منکرات سے صرف زبانی کلامی ہی نہیں روکتے بلکہ قوت کے استعمال سے انہیں جڑ سے نکال باہر کرتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں پورا دین آجاتا ہے۔ گویا وہ پورے دین کو اپنے اقتدار کے ذریعے نافذ کرتے ہیں۔ یہ اُن کی ذمہ داری ہے۔ میاں نواز شریف کو اللہ تعالیٰ نے اقتدار دیا ہے، لہٰذا اِس آیت کو انہیں اپنے لئے رہنما اصول بنانا چاہئے، اور اس کی روشنی میں نفاذ اسلام کے لئے سنجیدہ اقدامات کرنے چاہئیں۔

سورۃ المائدہ میں جو مدنی سورت ہے، اور جس میں تکمیل شریعت

کا اعلان فرمایا گیا، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ط ﴾ (آیت:48)

''اور (اے پیغمبرؐ) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان (سب) پر شامل ہے، تو جو حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے اس کے مطابق ان کا فیصلہ کرنا اور حق جو تمہارے پاس آ چکا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا۔''

یعنی جو دعوت آپ دے رہے ہیں، وہ ان پر تو بڑی بھاری گزرتی ہے۔ وہ تو آپ کے راستے کی رکاوٹ بنیں گے۔ اُن کی پوری کوشش ہوگی کہ آپ اس دین کو قائم و نافذ نہ کریں اور اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہ کریں۔ لیکن آپ اس معاملے میں ان کی کوئی بات نہ سنیں۔ کسی شے کی پرواہ نہ کریں۔ جو دین آپ کو عطا کیا گیا ہے اُس کو پورے نظام کے طور پر قائم و غالب کریں، یہ ہے آپؐ کی ذمہ داری۔ اسی سلسلۂ کلام میں پیچھے بنی اسرائیل کے حوالے سے آپؐ کے امتیوں کے بھی کان کھول دیئے گئے اور بتا دیا گیا کہ مسلمانو اگر تم دین کامل اور اُس کے نظام زندگی کو نافذ نہیں کرو گے تو اللہ کی نگاہ میں تمہاری کیا حیثیت ہوگی۔ فرمایا:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (۴۴) ﴾

''اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔''

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (۴۵) ﴾

''اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ بے انصاف ہیں۔''

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۴۷) ﴾

''اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے گا تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں۔''

یہ اللہ کا فتویٰ ہے اُن حکمرانوں کے لئے جو دین کی بجائے طاغوت کا قانون اور نظام رائج کرتے ہیں۔ ایک مسلمان حکمران کی اصل ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اللہ کے دین کو پورے طور پر نافذ کرے، یہاں تک کہ زندگی کا کوئی گوشہ اس سے باہر نہ ہو، ہر ہر پہلو قرآن وسنت کے تابع ہو جائے۔ اب اسی حوالے سے ہم چند مشورے اور تجاویز میاں نواز شریف کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی واضح کر دی جائے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پورا نظام بگڑ چکا بلکہ سنڈاس بن چکا ہے۔ لہٰذا اصلاً ہماری ضرورت انقلابی تبدیلی ہے۔ اس لئے کہ ہمارا پورا حکومتی ڈھانچہ آج بھی وہی ہے جو انگریز چھوڑ کر گیا تھا۔ انگریز نے پھر بھی اس ڈھانچے کو کسی اصول کے تحت چلایا تھا، ہم نے تو انگریز کے فرسودہ گلے سڑے نظام کو بھی انتہائی بے اصولی کے ساتھ چلایا ہے۔ نواز شریف انقلابی تبدیلی تو نہیں لا سکتے، اس لئے کہ وہ اسی نظام کے ذریعے برسر اقتدار آئے ہیں۔ انقلابی تبدیلی تو انقلابی جماعت ہی لائے گی، جو انقلابی عمل سے اقتدار میں آ کر جڑ بنیاد سے اس نظام کو اکھاڑ پھینکے گی۔ تاہم اگر وہ اقتدار سے فائدہ اٹھا کر ملک میں دین اور نفاذ اسلام کے لئے سنجیدہ اقدامات اور مخلصانہ کوشش کریں تو اس کے نتیجے میں بتدریج خیر ظہور میں آ سکتا ہے۔

سب سے پہلا قدم جو انہیں اٹھانا چاہیے وہ دستور کی اصلاح ہے۔ ہمارا دستور ظاہراً مسلمان ہے، اس لئے کہ اس نے قرارداد مقاصد کی صورت میں کلمہ پڑھ رکھا ہے۔ اس کی دفعہ 2A میں یہ واضح اقرار کیا گیا ہے کہ اقتدار اعلیٰ اللہ کا ہے۔ اس میں دفعہ 227 بھی شامل ہے جس کے تحت اس ملک میں قرآن وسنت کے منافی کوئی قانون سازی نہیں ہو سکتی۔ یہ شق تو آئین میں دی گئی ہے مگر اِس کا نفاذ کیسے ہوگا؟ اس بارے میں دستور خاموش ہے۔ لہٰذا یہ عملاً غیر موثر ہے۔ والد محترم ہمارے دستور کو منافقت کا پلندہ اسی لئے کہا کرتے تھے کہ اس میں ایک طرف اللہ کی حکمرانی کی بات ہو رہی ہے، اور یہ کہا گیا کہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوگی، لیکن خود اسی دستور کے اندر کئی خلاف اسلام چیزیں اور ایسے چور دروازے بھی ہیں، جن کی وجہ سے اسلامی شقیں غیر مؤثر ہیں۔ انہی چور دروازوں سے فائدہ اٹھا کر سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس نسیم حسن شاہ نے فیصلہ دیا تھا کہ دستور کی اسلامی شقیں دوسری شقوں پر حاوی نہیں ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے ان چور دروازوں کو بند کر کے دستور کو صحیح معنوں میں اسلامی بنایا جائے۔ اس مقصد کے لئے دستور میں ترمیم کے ذریعے قرارداد مقاصد (دفعہ 2 الف) کو پورے دستور پر حاوی قرار دیا جائے اور دفعہ 227 کو دفعہ 2 ب کی حیثیت سے قرارداد مقاصد سے ملحق کر دیا جائے۔ والد محترم نے اس وقت بھی میاں محمد نواز شریف کو سب سے پہلا مشورہ یہی دیا تھا۔ اور نواز شریف نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں یہ کام کروں گا۔ دوسری طرف والد محترم نے اس مقصد کے لئے ایک تحریک بھی اٹھائی تھی، اور ''تکمیل دستور خلافت مہم'' شروع کی گئی تھی۔ عوام کی طرف سے لاکھوں کی تعداد میں خطوط وزیراعظم کو بھیجے گئے جن میں مطالبہ کیا گیا کہ دستور میں متذکرہ اصلاح کر کے اسے اسلامی بنایا جائے۔

1973ء کے دستور میں یہ طے ہوا تھا کہ اسلامی نظریاتی کونسل ملک کے تمام قوانین کا جائزہ لے گی اور جہاں جہاں خلاف شریعت بات ہے، اُس کی نشاندہی کر کے اُس کی جگہ متبادل اسلامی قوانین تجویز کرے گی۔ کونسل کی تجاویز کو اسمبلی میں زیر بحث لا کر قانون کی شکل دی جائے گی۔ یوں دس سال کے اندر اندر تمام قوانین کو اسلامائز کر لیا جائے گا۔ مگر افسوس کہ عملاً اس جانب ایک انچ پیش رفت بھی نہیں ہوئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنا کام بھرپور انداز میں کیا ہے۔ کونسل نے ملک کے مختلف محکموں اور قوانین ملکی میں موجود 2000 سے زائد ایسے قوانین کی نشاندہی کی ہے جو غیر اسلامی ہیں اور ان کا متبادل اسلامی حل بھی پیش کر دیا۔ مگر المیہ یہ ہے کہ آج تک کونسل کی سفارشات کو اسمبلی میں زیر بحث نہیں لایا گیا، اور یہ سارا تحقیقی کام سرد خانے میں پڑا ہوا ہے۔ یہ کام جواب تک ہوا نہیں، بہت اہم کام تھا، نئی حکومت اب اس کام کو اولین ترجیح بنائے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو جن کی تیاری پر کروڑوں روپے صرف ہوئے اور اہل علم نے بڑی محنت سے تیار کیں، اسمبلی میں پیش کیا جائے اور ان کو نافذ کیا جائے۔ عجیب بات ہے کہ دینی جماعتوں یہاں تک کہ ایم ایم اے نے بھی اسمبلی کا حصہ رہتے ہوئے اس بارے میں آواز نہ اٹھائی۔

دوسرا کام جو نومنتخب حکومت کو پوری سنجیدگی سے کرنا ہے، وہ فیڈرل شریعت کورٹ کے دائرہ کار اور دائرہ اختیار کے حوالے سے ہے۔ ضیاء الحق صاحب نے فیڈرل شریعت کورٹ بنا کر ایک کارنامہ انجام دیا۔ اصولی اعتبار سے اسلام کے نفاذ کا یہ بہترین طریقہ ہے کہ ایک اعلیٰ عدالت ہو جسے یہ اختیار ہو کہ اگر وہ کسی شے کو قرآن وسنت کے خلاف پائے تو وہ فتویٰ دے دے کہ یہ خلاف اسلام ہے۔ وہ اگر مرکزی حکومت کے دائرے کی چیز ہے تو اس کو نوٹس چلا جائے کہ اتنے مہینے کے اندر اندر اس کو ختم کر دو اور اس کی جگہ اسلام کے مطابق متبادل قانون سازی کر لو ورنہ یہ کالعدم ہو جائے گی اور ایک خلا پیدا ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر صوبائی حکومت کا معاملہ ہے

تو اس کو نوٹس جاری کر دیا جائے۔ لیکن اس فیڈرل شریعت کورٹ کو دو ہتھ کڑیاں اور دو بیڑیاں ڈال دی گئیں کہ: (1) دستورِ پاکستان اس کے دائرۂ اختیار سے خارج ہے۔ گویا ہم دستور کے معاملے میں اسلام کی کوئی رہنمائی قبول کرنے کو تیار نہیں۔ (2) عدلیہ کے طریق کار سے متعلق قوانین' ضابطہ دیوانی' ضابطۂ فوجداری اس کے دائرۂ کار سے خارج ہیں۔ (3) دس سال تک مالی معاملات اس کے دائرہ کار سے خارج ہوں گے۔ (4) عائلی قوانین بھی اس کے دائرۂ اختیار سے خارج کر دیے گئے جو ایک منکر حدیث غلام احمد پرویز نے ایک فوجی ڈکٹیٹر ایوب خان سے بنوائے تھے اور آج تک چلے آ رہے ہیں۔ ضیاء الحق صاحب گیارہ برس تک اسلام اسلام کرتے ہوئے چلے گئے لیکن وہ قوانین جوں کے توں موجود رہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ کار پر عائد جملہ تحدیدات اور بندشیں ختم کی جائیں اور اُس کے ججوں کا سٹیٹس سپریم کورٹ کے ججوں کے برابر کیا جائے۔

محترم نواز شریف اور ان کی جماعت کو یہ کام نیک نیتی سے کرنا چاہیے۔ اگرچہ اُن کے پاس دو تہائی اکثریت نہیں ہے جو آئین میں ترمیم کے لئے درکار ہے، لیکن اگر علماء کے مشورے سے آئین میں مجوزہ ترامیم کے لئے سعی کریں گے تو اسمبلی میں اور بہت سی قوتوں (جیسے تحریک انصاف) کو بھی اُن کا ساتھ دینا پڑے گا۔ وہ بھی اسلام کا نام لیتے رہے ہیں۔ پھر دینی جماعتوں کے ممبران بھی اُن کا ساتھ دیں گے۔ اس وقت واضح ہو جائے گا کہ کون اس ملک میں واقعی اینٹی اسلام ہے، اور کون اسلام کا سچا وفادار؟ دستور میں مجوزہ ترامیم کے لئے بل عوامی نمائندوں کا دین کے حوالے ایک لٹمس ٹیسٹ ہو گا۔ بہر حال حالات جیسے بھی ہوں میاں نواز شریف پوری سنجیدگی کے ساتھ اس مشن کو لے کر آگے بڑھیں، اللہ تعالیٰ اُن کی مدد فرمائے گا۔ ملک کو اسلامی بنانے کی خاطر یہ کام اگر ہو جائے تو ہم سافٹ ریوولوشن کی طرف آہستہ آہستہ قدم بڑھا سکتے ہیں۔

متذکرہ کام تو دستور و قانون کے حوالے سے تھے۔ ایک اور نہایت اہم کام جو Urgency کا ہے وہ سود کا خاتمہ ہے۔ میاں نواز شریف کو چاہیے کہ سود سے جتنی جلدی ہو سکتا ہے نجات حاصل کریں۔ حکومتی سطح پر اس وقت ہمارا سارے کا سارا نظام سود کی بنیاد پر چل رہا ہے۔ غیر ممالک کے ساتھ بھی ہمارے معاملات سود کی بنیاد پر چل رہے ہیں۔ یہ یہود کا بنایا ہوا نظام ہے۔ اس کے ذریعے سے انہوں نے پوری دنیا کو اپنے شکنجے میں کسا ہوا ہے۔ اس سودی نظام سے نکلنا بہت ضروری ہے۔ جب تک ہم اپنی معیشت سے سود کو ختم نہیں کریں گے اور اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف حالت جنگ میں رہیں گے، تب تک کوئی بھی خیر برآمد نہیں ہو سکے گا۔ آپ جو مرضی کر لیں، نحوست اور ذلت و مسکنت کے سائے اس قوم کے سر سے ہٹ نہیں سکتے۔ لہٰذا اس کام کو ہنگامی بنیاد پر کیا جائے۔

اپنے گزشتہ دور میں نواز شریف نے دستور کی اصلاح اور انسداد سود کے لئے اقدامات کا آغاز کیا تھا۔ لیکن اس سلسلہ میں انہوں نے دستور میں جو 15 ویں ترمیم پاس کی، افسوس کہ اس کی کچھ اور ہی شکل تھی۔ اسی لئے علماء نے بھی اس کی مخالفت کی تھی۔ والد محترم نے بھی جب اسے دیکھا تو اس کے مقاصد ہی کچھ اور نظر آئے (بہر حال وہ ایک الگ داستان ہے)۔ انسداد سود کے حوالے سے بھی اس وقت نواز شریف نے راجہ ظفر الحق کی قیادت میں ایک کمیٹی قائم کی تھی۔ ان سے کہا گیا تھا کہ ملک سے سود کے خاتمے اور اس کے متبادل اسلامی مالیاتی نظام کے لئے سفارشات اور لائحہ عمل مرتب کریں۔ کمیٹی نے پوری دنیا سے سکالرز اور ماہرینِ اقتصادیات کو بلایا تھا جو اسلامی معیشت کے ماہر سمجھے جاتے ہیں، اور انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کو یہ کام سونپا تھا کہ اس کے لئے پیپر ورک کر کے دیں۔ میرے چھوٹے بھائی حافظ عاطف وحید بھی اس ٹیم کا حصہ تھے، جنہوں نے ان پیپروں کو تیار کیا۔ چنانچہ یہ سارا کام ہوا اور تقریباً ایک سال کے بعد نواز شریف کو رپورٹ پیش کر دی گئی۔ لیکن معلوم نہیں کہ پھر اس رپورٹ کے ساتھ کیا ہوا۔ وہ کہیں طاق نسیاں کی زینت بن گئی۔ پس انسداد سود کے حوالے سے علمی سطح پر سارا کام بھرپور انداز میں ہو چکا ہے۔ مسئلہ اُس کے لئے عملی اقدامات کا ہے۔ اِن سفارشات کو نافذ کرنے کی اتھارٹی حکومت اور پارلیمنٹ کے پاس ہے۔ عام آدمی یا ادارہ یہ کام نہیں کر سکتا۔ یہ کام حکومتی سطح پر ہی ہو گا۔ وزیر اعظم کو اللہ نے تیسری بار اقتدار عطا کیا ہے۔ وہ اللہ کا شکر ادا کریں کہ اُس نے انہیں زنداں سے رہائی دلا کر ایوان اقتدار تک پہنچایا ہے۔ وہ انسدادِ سود کے لئے کام فوری طور پر شروع کر دیں۔ اندرون ملک سود کے فوری خاتمے کا اعلان کر دیں۔ سود حرام ہے یہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ ہے۔ اس جنگ کو ختم کرنا ہو گا۔ جہاں تک بیرونی قرضوں کا مسئلہ ہے ان کے معاملہ میں تدریج ہو سکتی ہے۔ بیرون ملک ہم نے جو معاہدے کر رکھے ہیں اگرچہ ہم ان کے پابند ہیں، لیکن اگر ہماری قوت فیصلہ ہو تو وہاں بھی راستے نکل سکتے ہیں۔ چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ سود حرام ہے، ہماری عدالت بھی اس کے خلاف فیصلہ دے چکی ہے، لہٰذا آئندہ ہم آپ کو سود نہیں دے سکتے۔ البتہ جو اصل زر ہے جب ہماری اکانومی اجازت دے گی ہم اِسے واپس کر دیں گے۔ بہر حال ہمیں اِس کے لئے متبادل راستے دیکھنے پڑیں گے۔ متبادل راستوں کی مثالیں بھی بعض ممالک کے حوالے سے موجود ہیں لاطینی امریکہ کے چار ممالک میکسیکو، برازیل، ارجنٹائن اور چلی جب شدید طور پر مقروض ہو گئے اور انہیں قرضوں سے نجات کی کوئی شکل نظر نہیں آ رہی تھی تو اس وقت وہ سر جوڑ کر بیٹھے تاکہ اس کا حل نکالا جائے۔ انھوں نے قرضہ دینے والوں سے صاف کہہ دیا کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے، ہم قرض ادا کر ہی نہیں سکتے۔ البتہ جن بیرونی اداروں کا قرض ان کے ذمہ تھا انہیں اپنے منافع بخش اداروں میں حصہ دار بنا دیا۔ جیسے حکومتی سطح پر ہم PTCL کے منافع بخش ادارہ میں بیرونی اداروں کو حصہ دار بنا لیں۔ چنانچہ اس طریقے سے انہوں نے 28 بلین ڈالرز کے قرضوں کا بوجھ اتارا۔ یہ کام ہم بھی کر سکتے ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم آپ کو سود نہیں دیں گے، جیسے تم نے پریسلر ترمیم کے حوالے سے ہمارے جہاز ہمیں نہیں دیئے تھے، ہم بھی اپنی اعلیٰ عدالت کے سود کے خلاف فیصلہ کی بنیاد پر آپ کو سود نہیں دے سکتے۔ یقین کیجئے اگر آپ سٹینڈ لے لیں اور سود کے خاتمہ کا تہیہ کر لیں تو ان شاء اللہ راستے ضرور نکل آئیں گے جنہیں اختیار کر کے ہم بیرونی سودی قرضوں سے بھی آہستہ آہستہ نکل سکتے ہیں۔ ضرورت، ہمت، عزم اور قوت فیصلہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔

محترم نواز شریف صاحب! جب آپ دستوری ترامیم اور انسداد سود کے اقدامات کر لیں گے تو اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ پھر خیر کے راستے کھلیں گے۔ اللہ کی رحمت اور نصرت ہمارے شامل حال ہو گی۔ یاد رکھیئے، پاکستان کی اصل منزل اسلامی نظام ہے۔ اس کا استحکام ہی نہیں بقا بھی صرف اور صرف اسلام سے وابستہ ہے۔ اللہ ہمیں اسلام کے ساتھ وفاداری کی توفیق عطا فرمائے اور حکمرانوں کو نفاذ اسلام کے حوالے سے اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی توفیق دے۔ (آمین) [مرتب: محبوب الحق عاجز]

یقین محکم، عمل پیہم

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

حیرت انگیز اور خوفناک حد تک تباہ کیے گئے ملک کو سنوارنا اور سدھارنا خالہ جی کا گھر نہیں۔ تاہم ایک مضبوط ہاتھ قومی اموال سے کھیلنے والوں کے کڑے احتساب کے لیے لازم ہے۔ خواہ یہ چوری دو روپے کی ہو یا دو ارب روپے کی۔ یہ تمام سوراخ بند کیے جائیں گے۔ تمام اداروں میں ایسے افراد کو جن کی شہرت خدا خوفی اور دیانتداری کی ہو سامنے لایا جائے۔ پارٹی وفاداریوں سے بالاتر ہو کر ملک و ملت کے لیے خیر خواہی کے حامل ہوں۔ الیکشن کمیشن ہی کے میڈیا سینٹر کا حال دیکھ لیجیے۔ 62، 63 پر انٹرویو کرنے والے، سارا قیمتی ساز و سامان، فرنیچر، کمپیوٹر، پرنٹرز، ایل سی ڈی سکرینز تک مال غنیمت سمجھ کر لوٹ کر لے گئے۔ جمہوریت کے بڑے ابا کا یہ حال؟ سینٹر بند ہو گیا۔ اموال مفت بے رحم دل سمیٹ لے گئے! یہی حال کم و بیش ریلوے، پی آئی اے، سٹیل ملز کا بھی ہے۔ جو وزیر جس محکمے پر بٹھایا گیا اس نے اُس محکمے/ ادارے کی اینٹ سے اینٹ بجانی فرض منصبی جانی اور نہایت تن دہی سے (ملک دشمنی کا) یہ فریضہ انجام دیا۔ اب مراعات، عیش بہاروں اور خلیل خانوں کے فاختائیں اڑانے کے دن گزر گئے۔ پاکستان کی ساری فاختائیں اڑ چکیں۔ شاخِ زیتون بھی ڈھونڈے نہیں مل رہی۔

اُدھر امریکہ نئی حکومت کو پے در پے امتحانوں میں مبتلا کر رہا ہے۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی پر وحشیانہ تشدد کر کے قوم کے زخم ہرے کر دیے گئے۔ ظلم بالائے ظلم۔ قہر بالائے قہر اور قوم کی بے حسی حسب سابق! انسانی حقوق کے سارے چیمپئن منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے ہیں۔ ملالہ پر دنوں ماتم برپا کرنے والے، تعلیم نسواں، حقوق نسواں واویلا برانڈ سب کو سانپ سونگھا رہا۔ ذہین و فطین اعلیٰ تعلیم یافتہ قوم بلکہ امت کی مظلوم ترین بیٹی، جو ایک جھوٹے مقدمے میں مضحکہ خیز سزا (87 سال) بھگت رہی ہے، وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنائی جائے۔ امریکی ناظم الامور کو طلب کیا جانے لگے تو یہ تو ہر روز ہی کرنا ہوگا۔ صرف ڈرونز پر نہیں، عافیہ پر بھی۔ ہماری جاسوسی کی دیدہ دلیرانہ واردات پر بھی۔ ایک کیمپ وزارت خارجہ میں ان کا لگا دیجیے۔ جہاں روز ایک احتجاجی مراسلہ تھما دیا جائے! امریکہ کا ہر دن 'چوری اور سینہ زوری' کے کارناموں سے سیاہ ہے۔ ڈرون حملوں پر امریکہ کو کیا دوش دینا۔ امریکی چینل این بی سی نے راز سے یہ پردہ اٹھایا ہے کہ خود سی آئی اے کو بھی خبر نہیں ہوتی کہ کسے مار رہے ہیں اور کیوں مار رہے ہیں! یہ فرمائشی پروگرام اور اس کی مخبری و معلومات تو ہم خود فراہم کرتے ہیں! زمینی CIA اور مقامی ایجنسی مل کر یہ شکار کھیلتی ہیں۔ تصدیق کرنے والے سکیورٹی اہلکار امریکی نہیں پاکستانی ہوتے ہیں۔ قوم اور سول حکومت کب تک بے پردہ حقائق سے منہ موڑے رہے گی؟ نواز شریف نے امریکہ سے ڈرون حملے بند کرنے کی درخواست کی ہے۔ تاہم اس درخواست کی ایک نقل حملوں کے ذمہ دار ادارے کو دینی بھی اتنی ہی ضروری ہے۔

حقوق نسواں پر نہایت حساس بعض اینکر خواتین جارحانہ انداز میں وفاقی حکومت اور کے پی کے حکومت کے نمائندوں سے تعلیم نسواں اور خواتین وزارتوں بارے سوال داغتی رہی ہیں۔ کاش ڈاکٹر عافیہ کے لیے بھی ان کے جذبات میں کہیں تلاطم ہوتا، کہیں تندی آتی۔ اس خاموشی پر راز تو افشا ہو ہی جاتا ہے کہ یہ نسوانی ایجنڈے دردمندانہ نہیں۔ مسئلہ سیکولر عورت کے حقوق کا ہے صرف۔ اسلامی شناخت کی خاتون اس حوالے سے دائرہ نسوانیت ہی سے گویا خارج کر دی جاتی ہے۔ تاہم ارباب اختیار کو یہ یاد دلانا برمحل ہوگا کہ بارہ سال قوم پر روشن خیالی اور سیکولرازم مسلط کر رکھی گئی۔ یہ چھچھوندر نہ اگلے بن پڑی نہ نگلے۔ پاکستان کے در و دیوار کو عورت کی المناک تصاویر (کم لباسی سے بڑھ کر المیہ اور بے چارگی، کس مپرسی کیا ہو گی!) سے بھر دیا۔ ایک مہذب شائستہ انسان سامنے، اوپر، نیچے، دائیں، بائیں جدھر دیکھے ایک ہی نظارہ لائیو یا ساکن دیکھے۔ چوراہوں میں نصب سکرینوں پر ہوش گم کردہ تھرکتی عورت۔ عورت کی تذلیل کی کوئی حد تو ہو! اور مرد کا استحصال اور صنفی دہشت گردی بے لگام تو نہ ہو۔ اس روشن خیال انتہا پسندی نے پاکستان کو ترقی کی کن منازل سے ہمکنار کیا؟ سیکولرازم سے ہم بے حال، ابتر ہو گئے۔ اخلاق و کردار عنقا ہو گیا۔ باہر سے بچتے بچاتے ایک شریف انسان گھر میں قدم رکھے تو 100 ٹی وی چینلوں پر نابکار مرد و زن نے اس کے گھر کے چوراہے (لاؤنج) میں ایک ناچتا تھرکتا طوفان بدتمیزی اٹھا رکھا ہو۔ موبائل، نیٹ (لیپ ٹاپ)، ٹیلی ویژن، شیشہ، ہیروئن، بیوٹی پارلرز، عشق عاشقی پر مامور نوجوان نسل پاکستان کو کیا مستقبل دے گی؟ والدین سر پکڑے بیٹھے ہیں۔ دن رات شکایات، مسائل ان کے حل دعاؤں، وظیفوں کے لیے فون آتے ہیں۔ مخلوط تعلیم اب چوتھی پانچویں جماعت سے یو ایس ایڈ کے مطلوبہ نتائج فراہم کر رہی ہے۔ پڑھے لکھے مہذب اقدار والے والدین سکول بدل بدل کر تھک رہے ہیں۔ سکولوں میں موسیقی، رقص کی تربیت، فرینڈ شپ کی حوصلہ افزائی کرتی لبرل سکول انتظامیہ (یو ایس ایڈ سے مدد وصول کرنے کے نتائج) ہمارے مستقبل پر نقب لگا رہی ہے۔ اب یہ بچے بڑے ہو کر صرف عاشق و معشوق بنیں گے۔ یہی تربیت کارٹونوں سے شروع ہو کر نصابوں اور ہم نصابی سرگرمیوں تک جا پہنچی ہے۔ ہم نصابی سرگرمیوں میں برائیڈل فیشن شوز، امریکی جرمن میوزیکل بینڈز اور ان پر تھرکتے مخلوط طلبہ و طالبات کے تماشے ہیں۔

یہ تربیت ذہنی تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر نہیں کرتی صرف حرص و ہوس کو جلا دینے، بھڑکانے، آگ لگانے کا کام کر رہی ہے۔ تین حرف بھیجئے سیکولرازم پر۔ پاکستان کا مستقبل سنوارنا ہے تو ایک طرف نوجوان نسل کے اخلاق و کردار کے تحفظ کے لیے ٹھوس اقدامات اٹھایئے۔ نصابوں کو درست کر کے اپنی تاریخ کے شاندار کردار، رول ماڈل بنا کر سامنے رکھیئے۔ آپ کا نصاب ہندو

لیڈروں کی کہانیاں بچوں کے حلق سے اتارے؟ اُدھر بھارت کی انتہا پسندی ملاحظہ ہو، شدت پسند، اسلام دشمن، بھارتی مسلمانوں کے قاتل نریندر مودی کو بی جے پی کی انتخابی مہم کی ذمہ داری سونپ کر ایک واضح ہندو جنون پرستی کا پیغام دیا ہے۔اِدھر تو فوراً وزیروں کی ڈاڑھیاں باعث اندیشہ ہوگئیں اور تعداد گن کر بتائی گئی۔اب اس کمپلیکس میں سے نکل آیئے۔ بحمد للہ، وزیراعظم ہاؤس میں نماز پڑھی جائے گی اور عرصہ دراز بعد رمضان کا چاند وہاں بھی نظر آئے گا! یہ شناخت ہی ہمارا فخر ہے۔مغفرت، رحمت اور دعاؤں کی قبولیت کا وقت قریب ہے۔سجدہ ریز ہونے کا وقت ہے۔ایک اس (حیرت بھری) شکر گزاری پر کہ 5 سالوں کے باوجود پاکستان زندہ ہے بربادی کی ہر ممکن کوشش کے باوجود۔ مغفرت مانگنے کی ضرورت ہے اس قتل و غارتگری پر جو امریکہ کے فرمائشی پروگرام پر ہوئی۔تلافی مافات کیجیے۔ اخلاص، تقویٰ، توکل علی اللہ، یقین محکم (ایمان) اور عمل پیہم سے تمام کٹھن راستے سہل ہو جائیں گے۔ان شاءاللہ!

☆☆☆

بقیہ: عافیہ کا پیغام

اور اگر وہ اس میں سرخرو ہوتے ہیں تو دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب ٹھہریں گے، ان شاءاللہ۔میری بہن فوزیہ بھی آپ سے رابطہ کریں گی۔ہماری لاج رکھنا۔

ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ

آپ کی بہن عافیہ

ہم بھی اپنی آواز عافیہ کی فریاد کے ساتھ ملا کر میاں صاحب سے التماس کرتے ہیں کہ وہ ملک و قوم کو امریکی غلامی سے نجات دلانے کے لیے جرأت و ہمت کا مظاہرہ کریں۔اللہ پر بھروسا کر کے قوم کو اعتماد میں لے کر ابتدائی مرحلہ میں امریکیوں کی نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ سے علیحدگی اختیار کریں اور اس پرائی جنگ کو اپنی جنگ کہنے سے اجتناب کریں۔اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

درس قرآن اور علمائے دین کے حوالے سے

تنظیم اسلامی کے مدرسین کے لیے ہدایات

سید عبدالوہاب شاہ

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے خطاب سے ماخوذ

25 مئی 2013ء کو قائداعظم یونیورسٹی کالونی اسلام آباد میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام دو روزہ مدرسین کورس کا اہتمام کیا گیا۔اس کورس میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ نے جو خطاب فرمایا اُس کے چیدہ چیدہ نکات درج ذیل ہیں:

☆ علماء کے ہاں درس قرآن کا جو مفہوم ہے اس کے لیے چودہ علوم کا ماہر ہونا ضروری ہے۔وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جید عالم دین ہی مسند درس پر بیٹھے، جو درس میں صرفی و نحوی تحقیق، فقہی مسائل کا استخراج، فقہاء اور مفسرین کی مختلف آراء، اور دیگر تمام تحقیقات کو بیان کرے۔بلاشبہ یہ کام جید علماء ہی کے کرنے کا ہے۔اگر کوئی اور کرے گا تو لازماً غلطی کر بیٹھے گا۔جب کہ ہمارے ہاں درس قرآن کا مفہوم کچھ اور ہے، یعنی قرآن مجید کا تذکیری پہلو بیان کرنا۔اسی کی طرف شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ نے ''عوامی درس قرآن کے حلقے'' کے قیام کی خواہش ظاہر کر کے اشارہ فرمایا تھا۔

☆ فقہی مسائل میں اپنی رائے ہرگز نہ دیں، اور یوں نہ کہیں کہ میری رائے یہ ہے، کیونکہ ہمارا یہ مقام نہیں ہے۔یہ بات تو وہ شخص کہے جسے ذخیرہ احادیث، قرآن مجید، علم فقہ اور ان کے اصولوں پر عبور حاصل ہو۔

☆ فرمان نبوی ''علوم نبوت کے وارث علماء کرام ہیں'' کے مطابق دین کے معاملے میں رہنمائی دینا اصلاً علماء کا کام ہے۔دین میں اصل اتھارٹی علماء ہیں۔یہ دین استاد اور شاگرد کے سلسلے سے ہم تک آیا ہے، کتاب کی حیثیت ثانوی ہے۔کتاب کے ساتھ ہی معلم کتاب ؑ کو مبعوث فرمایا گیا۔ چنانچہ قرآن کی اصل تفسیر و تشریح دراصل احادیث مبارکہ ہیں۔یعنی آنحضور ﷺ اور صحابہ کے اقوال و افعال اور تقریر۔ اور یہ علم نسلاً بعد نسلاً منتقل ہوتا ہوا ہم تک پہنچا ہے۔ چنانچہ ہمارے دین میں نقل کی بہت اہمیت ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور پھر ہر دور کے علماء پر مشتمل یہ ایک سنہری زنجیر ہے۔جو اس زنجیر سے الگ ہو کر اپنی عقل لڑائے گا شدید اندیشہ ہے کہ وہ فتنے میں مبتلا ہوگا۔عقل سے زیادہ نقل کی اہمیت ہے۔

☆ یہ سوال کہ ''علمائے حق کون ہیں اور کہاں ہیں؟'' اس کا جواب قدرے مشکل ہے، لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ علمائے حق وہ لوگ ہیں جو دینی مدارس میں ہمہ وقت تعلیم و تعلم کے مقدس کام میں لگے ہوئے ہیں۔وہ نیکی اور تقویٰ کے پیکر ہوتے ہیں اور بالعموم درویشانہ زندگی گزارتے ہیں اور عام پبلک سرکل میں بہت کم نظر آتے ہیں۔وہ ہر حال میں حق بات کہتے ہیں، خواہ اس کی انہیں کتنی ہی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے۔

☆ علمائے حقانی کے ساتھ ربط و ضبط رکھیں اور اُن کے ہاں طالب علمانہ حاضری دیتے رہیں، علمائے حق کا اعتماد حاصل کریں۔

☆ علماء حق میں سے بعض اگر ہماری کسی بات پر اعتراض کریں تو پہلے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر وضاحت پیش کریں۔وضاحت کے بعد بھی اگر علماء آپ کے موقف کو لائق اصلاح قرار دیں تو ہمیں سنجیدگی کے ساتھ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیے۔

☆ ہمیں اپنے تمام اسلاف کے ساتھ دلی محبت اور عقیدت و احترام کا رشتہ کسی صورت نہیں توڑنا چاہیے، خواہ وہ محدثین ہوں یا ائمہ فقہ۔یہ سب ہمارے محسن ہیں۔ان کا ادب و احترام ہم پر لازم ہے۔

☆ آیات احکام میں وہی تعبیر صحیح ہوگی جو سنت رسول ﷺ سنت خلفائے راشدین، اجماع صحابہ، سلف صالحین بالخصوص ائمہ اربعہ کے اجتہادات کے دائرے کے اندر اندر ہو۔ خلفائے راشدین، ائمہ مجتہدین، محدثین کی مجمع علیہ و متفق علیہ رائے کے خلاف کوئی نئی رائے دینا اور کوئی نئی راہ نکالنا یقیناً فتنے کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔

☆ ہمارے ہاں فقہی مسالک میں فقہ حنفی سے وابستہ مسلمان عظیم اکثریت میں ہیں۔طالبان افغانستان نے جو شریعت نافذ کی تھی اس کی بنیاد یہی فقہ حنفی تھی۔اس کے نفاذ کی برکات نے نہ صرف بعض پہلوؤں سے دور خلافت راشدہ کی یاد تازہ کر دی تھی بلکہ بہت سوں کی آنکھیں بھی کھول دی تھیں۔یہ نہ سمجھیں کہ یہ سوتے خشک ہو گئے ہیں۔

ڈرون گرانے کے دعوے اور نئی حکومت؟

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی	مواحد حسین	ایوب بیگ مرزا
	اٹارنی ایٹ لاء، ممبر امریکن سپریم کورٹ بار	ناظم نشرواشاعت تنظیم اسلامی

میزبان: وسیم احمد

سوال : ہمارے لیڈر ڈرون حملوں کو پاکستان کی خودمختاری پر حملہ اور بین الاقوامی قوانین کے منافی قرار دیتے ہیں۔ یہ بتائیے کہ ڈرون حملوں کے حوالے سے بین الاقوامی سطح پر کوئی قانون موجود ہے؟ اگر ہے تو وہ کیا ہے؟

مواحد حسین : اگر ڈرون حملوں کے معاملہ کو جنیوا کنونشن کے تحت اٹھایا جائے کہ ان میں بے گناہ شہریوں کی اموات کا معاملہ بہت زیادہ ہے تو ہمارا مؤقف عالمی سطح پر سنا جا سکتا ہے۔ اوّل تو یہ معاملہ شروع نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اصل وجہ ہماری اپنی کمزوریاں ہیں۔ اگر قوم کے اندر قوت ہو اور سیکیورٹی مضبوط ہو تو کسی کو آپ کی خودمختاری پر حملے کی جرأت نہیں ہوتی۔ جب آپ اپنی سیکیورٹی کے لیے باہر والوں سے مدد مانگتے ہیں اور انھیں ''لائسنس ٹوکل'' دیتے ہیں تو معاملہ آپ کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ بہرحال ڈرونز حملوں کی مخالفت اب نہ صرف امریکہ میں پائی جاتی ہے بلکہ برطانیہ میں بھی افغانستان میں ہونے والے ان حملوں کے خلاف آواز اُٹھنے لگی ہے۔ اگر اسلامی دنیا اپنی کمزوری چھوڑ کر متحد ہو جائے تو مسلمانوں کے خلاف یہ کارروائیاں ختم ہوسکتی ہیں۔ مغرب اگر نیٹو فورسز کی صورت میں متحد ہوسکتا ہے تو 57 اسلامی ممالک کے اسلامی فورس بنانے میں سوائے اپنی کمزوریوں کے کوئی چیز مانع نہیں۔ اگر اسلامی فورس بن جائے تو یہ مسلم دنیا کے مسائل کے حل میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔

سوال : ڈرون حملوں کے حوالے سے امریکی نقطۂ نظر یہ ہے کہ ڈرون حملے مشترکہ دشمن کے خلاف پاکستانی حکومتوں کی رضامندی سے کیے جاتے ہیں۔ یہ بتائیے کیا ڈرون حملوں کے حوالے سے ہماری حکومت اور امریکہ کے درمیان کوئی باقاعدہ معاہدہ یا خفیہ مفاہمت موجود ہے؟

ایوب بیگ مرزا : سب سے پہلے تو میں مواحد حسین صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں۔ انہوں نے بین الاقوامی قانون کے حوالے سے درست فرمایا ہے۔ اس بارے میں یو این او کے چارٹر کے آرٹیکل 2 کی شق 4 بہت اہم ہے، جس میں کہا گیا ہے:

"All members shall refrain in their international relations from the threat or use of force against the territorial integrity of political independence of any country."

اس شق پر عمل درآمد ہو تو کوئی ملک کسی دوسرے کی خودمختاری کو پامال نہیں کرسکتا۔ لیکن یو این او کا حال یہ ہے کہ بقول شخصے یہ امریکہ کے گھر کی کنیز ہے۔ وہ جہاں جی چاہتا ہے اس کو استعمال کر لیتا ہے۔ جہاں یو این او اُس کے مفاد سے ٹکراتی ہے وہاں اسے ذرہ بھر اہمیت نہیں دیتا۔ یو این او بھی ایک باندی کی طرح ہاتھ باندھ کر امریکہ کے پیچھے چلتی ہے۔ افغانستان کے معاملے میں تو اگرچہ امریکہ نے یو این او میں ایک قرارداد منظور کرا لی تھی مگر عراق کے معاملے میں امریکہ کے مؤقف کو کسی نے سپورٹ نہیں کیا تھا۔ اس کے باوجود امریکہ نے ہر چیز کی خلاف ورزی کر کے عراق پر چڑھائی کی۔ جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے اس کا جواب بالکل واضح ہے۔ مواحد حسین نے بجا فرمایا کہ ذلت کی اصل وجہ مسلم امہ کی اندرونی کمزوریاں ہیں۔ جب کہ پاکستانی حکمرانوں کی کمزوری کچھ زیادہ ہی ہے۔ ہمارے حکمرانوں کی قوم سے غداری وکی لیکس کی اس رپورٹ سے عیاں ہو جاتی ہے جس میں کہا گیا کہ سابق وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے امریکہ سے کہا تھا کہ آپ ڈرون حملے جاری رکھیں، ہم اگر قومی اسمبلی میں یا بیانات کے ذریعے اس کی مخالفت کریں تو آپ اِس کی پروا نہ کریں۔ بہرحال یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ یہ حملے ہماری حکومتوں کی اجازت سے ہو رہے ہیں۔ حال ہی میں صدر زرداری نے کہا ہے کہ ڈرون کوئی چیل تو نہیں جسے ہم گرا دیں۔ بالفرض یہ حملے حکومتوں کی اجازت سے نہیں ہو رہے تب بھی یہ بات واضح ہے کہ جب آپ کسی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر احتجاج کریں گے تو اس احتجاج کی کوئی حیثیت نہ ہو گی۔ پاکستان معاشی طور پر بھی بہت کمزور ہے۔ ایسی صورت میں پاکستانی حکمرانوں کے لیے امریکہ کے خلاف سٹینڈ لینے کا معاملہ فی الحال بعید از قیاس ہے۔

سوال : اگر پاکستان ڈرون گرا دے تو بقول صدر زرداری ''اس کے بعد ہم کیا کریں گے؟'' آپ کے خیال میں کیا پاکستان کے لیے ایسا کرنا ممکن ہے؟

مواحد حسین : اس حوالے سے میں گزشتہ 25 سالوں سے ایک تجویز دیتا آ رہا ہوں کہ یو این سیکیورٹی کونسل جس کے پانچ اہم ممالک رکن ہیں کو توسیع دی جائے اور اس میں مسلم ممالک کو جن کی آبادی ڈیڑھ ارب سے زیادہ ہے نمائندگی دی جائے اور اس حوالے سے انڈونیشیا کا نام دیا جائے، تاکہ ہم مسلمانوں کو بھی ویٹو کا حق حاصل ہو۔ اس طرح ایک پریشر ہو جائے گا اور مسلم ممالک کے مفادات کو عالمی طاقتوں کے لیے نظرانداز کرنا آسان نہیں رہے گا۔ اسلامی کانفرنس اپنا کردار ادا کرنے سے قاصر ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اکتوبر 1973ء میں جب عرب اسرائیل جنگ ہوئی تھی، اس وقت شاہ فیصل نے تیل پر عارضی تجارتی بندش لگائی تھی تو مغربی معیشت کو گھٹنے ٹیکنے پڑ گئے تھے۔ اس وقت شاہ فیصل نے جرأت کر کے اسلامی کانفرنس کے پلیٹ فارم کو درست طور پر استعمال کیا تھا۔ 1974ء میں لاہور میں ہونے والی اسلامی کانفرنس کے پیچھے شاہ فیصل کا وژن تھا۔ اس موقع پر فلسطین اور PLO کو پہلی بار تسلیم کیا گیا تھا۔ شاہ فیصل کی شہادت کے بعد مسلم ورلڈ کا شیرازہ بکھر گیا۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سیکیورٹی کونسل میں اپنی نمائندگی کے حصول کی سنجیدگی سے کوشش کریں۔ مسلم حکمرانوں کے سامنے ترکی کی مثال ہے۔ طیب اردگان نے بعض جرأت مندانہ اقدامات کیے ہیں۔ مثلاً انہوں نے ایک موقع پر اسرائیلی وزیراعظم شمعون پیریز کو ڈانٹ پلا دی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے غزہ کے اقتصادی محاصرے کو ختم کرنے کے لیے فلوٹیلا بھیجی تھی۔ اسی طرح انہوں نے صہیونیت کو انسانیت کے خلاف جرم قرار دیا تھا۔ چنانچہ اوباما کو اسرائیل جا کر نیتن یاہو کو کہنا پڑا کہ آپ کا ترکی سے جھگڑا ہم Afford نہیں کر سکتے۔ لہٰذا تاریخ میں پہلی بار کسی اسرائیلی لیڈر کو معافی مانگنا پڑی۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ اس سے عرب دنیا میں بیداری کی لہر پیدا ہوئی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ جرأت کی یہ لہر پاکستان میں بھی آئے گی۔

سوال : نواز شریف حکومت اس پالیسی پر غور کر رہی ہے کہ امریکہ ڈرون حملے بند کر دے تو شدت پسندوں کے خلاف حکومت پاکستان خود کارروائی کرے گی۔ کیا یہ آپشن امریکہ کو قابل قبول ہوگا؟

مواحد حسین : وہ تو وہی کچھ کریں گے جو ان کے مفاد میں ہوگا۔ اوباما کی زبان اگرچہ نرم ہے لیکن اس کے ایکشن بڑے سخت ہیں۔ اس نے چار جرنیلوں کو افغانستان سے نکالا یعنی وہ اس پالیسی پر کوئی سمجھوتا کرنے کے لیے تیار نہیں۔ 2014ء کے حوالے سے ایک بات غلط طور پر مشہور ہوگئی ہے کہ امریکہ افغانستان سے فوجیں نکال رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ لڑائی میں اپنا حصہ کم کر رہا ہے، لیکن وہاں اتحادیوں کے فوجی کردار میں کوئی کمی نہیں کی جارہی ہے۔

سوال: آپ کی یہ بات بالکل درست ہے کہ امریکہ مکمل نہیں بلکہ جزوی انخلا کر رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ تھوڑی تعداد میں جو فوجیں وہاں رہیں گی کیا وہ افغان طالبان کا مقابلہ کر سکیں گی جو بڑی تعداد میں موجودہ فوج کے کنٹرول میں نہیں آرہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بالفرض 2014ء میں آکر امریکہ منحرف ہوجاتا ہے اور انخلاء کا ارادہ ترک کردیتا ہے تو کیا امریکی معیشت یہ بوجھ مزید کچھ سالوں کے لیے برداشت کرلے گی؟

مواحد حسین : امریکی ڈیفنس سیکرٹری چک ہیگل نے جو اسرائیل کے بڑا خلاف تھا، ایک موقع پر تصدیق کی تھی کہ ہم افغانستان سے نہیں جارہے۔ لہٰذا میرا خیال ہے کہ ''دہشت گردی'' کو کچلنے کی اپنی صلاحیت میں وہ کوئی کمی نہیں کریں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں ان کے اس قبرستان میں گیا ہوں جہاں جان ایف کینیڈی کی قبر ہے۔ وہاں ایک مقام ''سیکشن 60'' کے نام سے ہے۔ اس جگہ ان امریکی فوجیوں کو دفن کیا جاتا ہے جو افغانستان میں مارے جاتے ہیں۔ وہاں ہر وقت گویا ایک ماتم کی کیفیت طاری رہتی ہے۔ اوباما نے دراصل اپنی قوم کو ڈرا رکھا ہے کہ افغانستان میں بعض قوتیں امریکی قوم کو نقصان پہنچانا چاہتی ہیں اس لیے ہم وہاں جو کچھ کر رہے ہیں اپنے ملک کی حفاظت اور قومی مفاد میں کر رہے ہیں۔ اس نے اسے بڑا سنجیدہ قومی مسئلہ بنا دیا ہے۔ لہٰذا بش اور اوباما کے پیدا کردہ اس خوف کے کلچر کے باعث انہیں فوجیوں کی اموات کے باوجود عوام کی طرف سے زیادہ مخالفت کا سامنا نہیں۔ امریکی قوم کو یہ فخر تھا کہ ہمیں کوئی ہلا نہیں سکتا۔ نائن الیون کے موقع پر ان کی معاشی طاقت کے مظہر ٹوئن ٹاورز اور فوجی طاقت کے مرکز پینٹاگون پر حملہ کے باعث اب امریکہ میں خوف کا عنصر پیدا ہو چکا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اوباما کو چونکہ اب انتخابات کا ڈر نہیں ہے کہ وہ اس مرحلے سے نکل چکا ہے، لہٰذا وہ اس مسئلے کو اس طرح پیش کرے گا کہ یہ سب ہم آپ کی حفاظت کے لیے کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی معیشت اس عسکری بوجھ کو کافی عرصہ تک برداشت کرسکتی ہے۔

سوال : نائن الیون کے حادثہ کے بارے میں خود امریکہ میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ موساد کا کام تھا۔ کتابیں اور ڈاکومنٹریز اس موضوع پر بنی ہیں کہ یہ سب ڈراما تھا۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

مواحد حسین : اس واقعے سے امریکہ کی عزت خاک میں مل گئی۔ اسرائیل کو بھی دھچکا لگا کہ اگر امریکہ کے ساتھ یہ ہوسکتا ہے تو ہمارے ساتھ کیا ہوگا۔ لہٰذا میرے خیال میں امریکہ یا موساد کا اس میں ہاتھ نہیں ہوسکتا۔ دراصل امریکہ میں ساؤتھ اور مڈویسٹ میں یہود مخالف عنصر بہت زیادہ ہے۔ اس بات کو ان لوگوں نے پھیلایا کہ نائن الیون Inside Job ہے۔ شواہد سے پتا چلتا ہے کہ نائن الیون کی منصوبہ بندی ہمبرگ میں ہوئی تھی۔ یہ معاملہ اتنا Well Planned تھا کہ مسلمانوں نے جو اپنے بارے میں احساسِ کمتری کا شکار ہیں، یہ کہہ دیا کہ مسلمان یہ کام نہیں کر سکتا۔ اسلامی تاریخ دیکھیں تو مسلمانوں میں بڑے بڑے جرنیل، سیاستدان اور مدبر پیدا ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ کام امریکہ خود نہیں کروا سکتا، کیونکہ اس میں امریکہ کا بہت نقصان ہوا ہے۔ اس کا سپر پاور کا بھرم ختم ہوگیا اور اس کا خوف دنیا میں کم ہوگیا۔

سوال : کیا امریکی وزیر خارجہ جان کیری کی پاکستان آمد پر ڈرون حملے روکنے کے عوض پاکستان امریکہ کو افغانستان سے محفوظ انخلا کرانے کی ضمانت دے گا؟

ایوب بیگ مرزا : جان کیری کے بارے میں امریکہ میں ایک تاثر ہے کہ ان کا جھکاؤ پاکستان کی طرف ہوتا ہے۔ میرے نزدیک یہ تاثر غلط ہے۔ وہ درحقیقت میٹھی چھری ہے۔ ریمنڈ ڈیوس کے معاملے میں بھی فیصلہ کن کردار جان کیری نے ادا کیا تھا۔ مجھے ان کی آمد سے پاکستان کے حق میں کسی خیر کی توقع نہیں۔ مجھے یہ نہیں لگتا کہ وہ ایسا معاملہ لے کر آئیں گے جو ڈرون حملوں کو رکوانے کا باعث بن سکے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پاکستان نے جب نیٹو فورسز کی سپلائی روکی تھی تو جان کیری ہی نے پہلے تو پیار سے معاملے کو سلجھانے کی کوشش کی مگر جب بات نہ بنی تو پھر سب سے زیادہ دھمکی آمیز بیان اسی کا آیا تھا۔ ایک ایسے وقت میں جان کیری کی آمد جبکہ ہمارا بجٹ پیش ہوا ہے اور ہماری اقتصادی حالت دگرگوں ہے، اس بات کا اشارہ ہے کہ ہمیں تو امریکہ کی ہر بات ماننی پڑے گی۔ اسی لئے یہ خبریں بھی آرہی ہیں کہ ہم کشکول کو دوبارہ جوڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جب کہ دوسری طرف آئی ایم ایف کے پاس بھی ہم جھولی پھیلا کر جارہے ہیں۔ وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے اس بات کا عندیہ دے دیا ہے کہ ہمارے پاس IMF کا پروگرام لیے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ حالانکہ آج تک جن ممالک نے IMF کے پروگرام کے تحت قرض لیا ہے، ان کا برا حال ہوا ہے۔

سوال : 7 جون کو ہونے والے ڈرون حملے کے بعد امریکی ناظم الامور کی دفتر خارجہ طلبی اور طارق فاطمی کی طرف سے سرزنش کیا پاکستان کی نئی حکومت کی طرف سے امریکہ کو ڈرون حملوں کے حوالے سے دوٹوک پیغام نہیں ہے؟

مواحد حسین : دراصل ہماری خارجہ پالیسی اتنی کمزور ہے کہ ہم نے کبھی یہ کہنے کی جرأت نہیں کی کہ دنیا کے مسائل کی حقیقی وجہ اسرائیل کا فلسطین پر غیر قانونی قبضہ ہے۔ آئن سٹائن سے کسی نے پوچھا کہ بے وقوفی کیا ہوتی ہے؟ اس نے جواب دیا: ''کسی غلطی کو بار بار دہرانا''۔ ہمارا موجودہ نظام بُری طرح ناکام ہو چکا ہے۔ یہ امراء کی ڈکٹیٹر شپ ہے جو انتخابات کے راستے مسلط ہوجاتی ہے۔ یہ لوگ مسلمانوں کے حقیقی نمائندہ نہیں ہیں۔ اکثر مسلم ممالک کا یہی مسئلہ ہے۔ جیسے پاکستان میں ہماری سب سے بڑی کمزوری پیسہ ہے، یا انڈیا کی بنیادی کمزوری ذات پات کا نظام ہے، اسی طرح امریکہ کے لیے سب سے بڑی Threat اسرائیل ہے۔ اگر پاکستان جرأت سے امریکہ کی اس کمزوری کی نشاندہی کرے تو پاکستان کی بات میں وزن ہوگا، لیکن ہم اس ایشو پر بات کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ جس دن پاکستانی قوم کو احساس ہوگا کہ ہم بار بار وہی غلطیاں دہرا رہے ہیں اور ہم غلط راستے کے مسافر ہیں وہی دن ہوگا جب ہم درست سمت کا تعین کرسکیں گے۔ جب تک ہم اپنی روش تبدیل نہیں کرتے اسی طرح جھکنا پڑے گا۔

سوال : ڈرون حملے رکوانا مسلم لیگ (ن) اور تحریک انصاف کا انتخابی نعرہ تھا۔ کیا اب یہ دونوں جماعتیں ڈرون حملے رکوانے کے لیے مشترکہ کوشش کریں گی یا اس حساس ایشو پر ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی ہی سے کام لیں گی؟

ایوب بیگ مرزا : اس وقت مرکز میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے اور ڈرون حملوں کا معاملہ مرکزی حکومت کے دائرہ کار میں آتا ہے، جبکہ تحریک انصاف کی خیبر پختونخوا میں حکومت ہے۔ تحریک انصاف کے چیئرمین نے تمام اختلافات پس پشت ڈال کر واضح طور پر مرکزی حکومت سے کہا ہے کہ اس معاملے میں ہم حکومت کا پورا ساتھ دیں گے۔ مرکزی حکومت کو بھی چاہیے کہ تحریک انصاف سے مدد لے اور اس حوالے سے مشترکہ لائحہ عمل بنائے، کیونکہ اس معاملے کو دیکھنے کے لیے امریکہ سے جو لوگ آتے ہیں وہ ایک میٹنگ وزیراعظم سے، دوسری صدر اور تیسری جی ایچ کیو میں فوج کے سربراہ سے کرتے ہیں۔ نتیجتاً امریکہ کے سامنے یہ تاثر آتا ہے کہ ان لوگوں کا مؤقف ہی ایک نہیں ہے۔ خبر ہے کہ تحریک انصاف نے بجٹ سیشن کے دوران اسمبلی میں ایک قرارداد ڈرون حملوں کے بارے میں جمع کروادی ہے اور ان کی کوشش ہے کہ اسی سیشن میں اس قرارداد پر بات ہو۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس ایشو پر مضبوطی سے کھڑا ہوا جائے اور امریکہ کو بتا دیا جائے کہ اس معاملے میں ہمارا مؤقف ایک ہے۔ ڈرون حملوں پر پچھلی اسمبلی نے بھی قرارداد منظور کی تھی، لیکن اس پر حکومت نے سٹینڈ نہیں لیا تھا۔ اس بارے میں پشاور ہائی کورٹ بھی فیصلہ دے چکی ہے کہ ڈرون حملے ہماری سلامتی کے خلاف ہیں، لہٰذا نہیں ہونے چاہئیں۔ اُصولی طور پر تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ ہم امریکہ سے کہتے کہ ہماری عدلیہ نے فیصلہ کر دیا ہے، ہماری اسمبلی نے مخالفت کی ہے، لہٰذا اب یہ معاملہ آئندہ نہیں چلے گا۔ حکومت اسمبلی کی قراردادوں اور عدلیہ کے حکم کا سہارا لے کر امریکہ سے بات کر سکتی ہے۔ اگر ایگزیکٹو عوامی امنگوں کے خلاف امریکہ کے آگے گھٹنے ٹیک دے تو پھر یہ جمہوریت نہیں آمریت ہوئی کہ ایک شخص کی مرضی چل رہی ہے۔ کیا امریکہ نہیں کہتا کہ ہماری کانگریس کا یہ فیصلہ ہے یا فلاں کام ہم اس لیے نہیں کر سکتے کہ کانگریس نے منظور نہیں کیا۔ ہم ایسا کیوں نہیں کر سکتے؟ اس کی وجہ ہماری اپنی کمزوریاں ہیں، جس کی وجہ سے ہم کوئی متفقہ سٹینڈ لینے کی جرأت نہیں کرتے۔

سوال : آپ کے خیال میں کیا وجہ ہے کہ امریکہ خود تو طالبان افغانستان سے خفیہ اور علانیہ مذاکرات کرتا ہے لیکن تحریک طالبان پاکستان کے ساتھ حکومتی مذاکرات کو ڈرون حملہ کر کے سبوتاژ کروا دیتا ہے۔ کیا امریکی ڈرون حملے طالبان سے مذاکرات میں رکاوٹ نہیں بن رہے؟

مواحد حسین : ڈرون حملے تو ہیں ہی غیر قانونی۔ اگر اس معاملے کو ہم عالمی عدالت میں اُٹھائیں تو یہی بات سامنے آئے گی کہ ان حملوں کا کوئی قانونی جواز نہیں ہے۔ جون 1986ء میں امریکہ کو عالمی عدالت میں پیش ہونا پڑا تھا ''جب میکرا گوا'' کی ''ہاربر'' پر کی جانے والی مائننگ کے بارے میں اس کے خلاف فیصلہ آیا تھا کہ یہ غیر قانونی ہے۔ ہمارے ہاں مسئلہ یہ ہے کہ جو لوگ پاکستان میں امریکہ کے خلاف بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں جب وہاں جاتے ہیں تو ان کی باڈی لینگویج بدل جاتی ہے اور وہاں ان کا انداز خود سپردگی والا (Submissive) ہوتا ہے۔ یہ لوگ اگر منافقت چھوڑ کر اس معاملے کو اس انداز میں اُٹھائیں کہ یہ بین الاقوامی قوانین کی صریح خلاف ورزی ہے اور ایمرجنسی بنیادوں پر لاہور میں اسلامی کانفرنس کا اجلاس بلائیں جہاں متفقہ قرارداد سامنے آئے کہ ڈرون حملے غیر قانونی ہیں لہٰذا فوری طور پر ان کو روکا جائے اور ان حملوں کو ریاستی دہشت گردی قرار دیا جائے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ یہ امر امریکہ کے لیے قیامت سے کم نہیں ہوگا اور اس پر امریکہ کا ردّعمل اس سے بالکل مختلف ہوگا جو آج ہے۔

سوال : کیا امریکہ میں موجود سینکڑوں تھنک ٹینکس امریکی حکومت کو یہ مشورہ نہیں دیتے کہ ڈرون حملوں کی وجہ سے پاکستان سمیت دنیا بھر میں دہشت گردی کے امکانات میں کمی نہیں، اضافہ ہو رہا ہے؟

مواحد حسین : مسلمانوں کے پاس بے تحاشا پیسہ ہے، 57 ممالک کی قوت ہے۔ میرے نزدیک ان کے پاس قوتِ ارادی اور مہارت (Will & Skill) کی کمی ہے، جس کی وجہ سے وہ مار کھا رہے ہیں۔ اس موضوع پر میں نے Will & Skill کے عنوان سے کتاب بھی لکھی ہے۔ بہرحال امریکی تھینک ٹینک جو سینکڑوں کی تعداد میں ہیں وہ آزاد (Independent) نہیں ہیں۔ وہ امریکی حکومت کی پالیسی کے مطابق ہی تجاویز دیتے ہیں۔ کسی امریکن تھنک ٹینک میں مڈل ایسٹ میں امریکی پالیسی پر تنقید نہیں ہو رہی۔ میرا خیال ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ مسلم دنیا بیدار ہو، اپنے احساسِ کمتری پر قابو پائے اور جرأت سے اپنا مؤقف پیش کرے۔ ہمارے تمام مسائل کی وجہ اعتماد میں کمی ہے۔ اسے بحال کر لیا جائے تو یہ سب مسائل حل ہو جائیں گے۔

سوال : اگر پاکستان میں اسلامی حکومت قائم ہو جائے تو وہ ڈرون حملوں کے اس حساس مسئلے کو کس طرح حل کرے گی؟

ایوب بیگ مرزا : اگر پاکستان میں ایک حقیقی فلاحی ریاست قائم ہو جاتی تو یہ معاملات بالکل برعکس ہوتے۔ اسلامی حکومت کی صورت میں ہم نظریاتی، سیاسی اور عسکری طور پر مضبوط ہوتے تو امریکہ نام نہاد دہشت گردی کے خلاف اس جنگ میں ہمیں شامل نہ کرتا۔ اگر وہ ہمیں Involve کرنا چاہتا تو ہم کہہ سکتے تھے کہ یہ تمہارا اور افغانستان کا معاملہ ہے، ہم تمہارا ساتھ نہیں دے سکتے۔ فرض کیجیے، پاکستان ڈرون مار گراتا ہے تو امریکہ کیا کرے گا۔ وہ ہمارا حقہ پانی بند کر دے گا۔ اگر ہم معاشی طور پر مضبوط ہوں تو امریکہ اقتصادی پابندیاں لگا کر بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ جب تک امریکی فوجیں افغانستان میں موجود ہیں، امریکہ کبھی پاکستان پر کھلم کھلا حملے کی غلطی نہیں کر سکتا، کیونکہ اس کی ایک لاکھ تیس ہزار فوج جو افغانستان میں ہے ہماری رینج میں ہے۔ یقیناً امریکہ اپنی اتنی بڑی فوج کا نقصان برداشت نہیں کر سکتا۔ اٹل بہاری واجپائی جب بھارتی وزیراعظم تھا تو کسی نے اس سے پوچھا کہ اگر ہم پاکستان کو ایٹمی حملہ کر کے تباہ و برباد کر دیں اور بدلے میں پاکستان انڈیا کا ایک صوبہ یا ایک شہر تباہ کر دے تو کیا آپ یہ رسک لیں گے؟ اُس نے جواب دیا تھا کہ ہم کبھی ایسا نہیں کریں گے۔ دنیا میں کوئی اپنا نقصان برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔ اٹلی نے دو بھارتی ملاحوں پر حملہ کیا۔ انڈیا نے اطالوی سفیر سے کہا کہ آپ ملک سے باہر نہیں جا سکتے جب تک ان لوگوں کو انڈیا کے حوالے نہ کیا جائے جنہوں نے ان ملاحوں کو مارا ہے۔ اس مسئلے پر اٹلی کے وزیر خارجہ کو مستعفی ہونا پڑا۔ ہم چونکہ اپنے عوام اور مسائل کے حوالے سے خود سنجیدہ نہیں ہیں لہٰذا ہم پر ڈرون حملے بھی ہوتے ہیں، ہمارے بے گناہ شہری مارے بھی جاتے ہیں۔ تین ہزار پاکستانی شہری ان حملوں میں مارے جا چکے ہیں۔ کیا وہ کیڑے مکوڑے تھے؟ انڈیا دو ملاحوں کی ہلاکت پر حرکت میں آ جاتا ہے جبکہ ہمارے ہزاروں شہری مارے جا چکے اور حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ ہمارے حکمران تھوڑی سی حکمت عملی سے کام لیں تو وہ کم از کم اس معاملے پر امریکہ کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ اگر وہ امریکہ سے مطالبہ کریں کہ آپ یہ ڈرون حملے بند کریں ورنہ آپ کی سپلائی کا راستہ بند ہوگا اور آپ افغانستان سے اپنی فوجیں نکال کر نہ لے جا سکیں گے تو امریکہ ضرور ہماری بات ماننے پر مجبور ہوگا۔ حکمران چونکہ اپنے ذاتی مفادات کو مقدم رکھتے ہیں، اس لیے ان کے پاس وہ Will نہیں ہے جس کی اس معاملے میں ضرورت ہے۔

[مرتب: فرقان دانش]

☆☆☆

خلافت ڈیبیٹ

کے عنوان سے قرآن آڈیٹوریم لاہور میں
اہم ملکی اور دینی موضوعات پر مباحثوں کی DVD's

موضوع مارچ 2013ء

پاکستان کی منزل:
اسلام کا نظام عدل اجتماعی...... مگر کیسے؟

پاکستان کو درپیش مسائل سے نکالنے کے لیے راہِ عمل

شرکاء: حافظ عاکف سعید، اوریا مقبول جان، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، محمد اعجاز چوہدری، مولانا امجد خان، انجینئر مختار فاروقی

موضوع اپریل 2013ء

کیا انتخابات پاکستان کو
بحران سے نکال سکتے ہیں؟

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کی فکر انگیز گفتگو

موضوع مئی 2013ء

نظریہ پاکستان : حقائق کیا ہیں؟

تنظیم اسلامی کی اعلیٰ قیادت کی نظریہ پاکستان پر گفتگو

شرکاء: حافظ عاکف سعید، اعجاز لطیف، خالد محمود عباسی، بریگیڈیر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ، ڈاکٹر عبدالسمیع

موضوع جون 2013ء

الیکشن 2013: دینی جماعتوں نے
کیا کھویا کیا پایا؟

انتخابی سیاست میں دینی جماعتوں کی ناکامی کے بعد
ملک میں نفاذِ شریعت کے حوالے سے اہم مباحثہ

شرکاء: حافظ عاکف سعید، سلمان غنی، جسٹس نذیر احمد غازی، بریگیڈیر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ،

میزبان: ایوب بیگ مرزا

پیشکش: شعبہ سمع و بصر

قیمت فی DVD: 60 روپے

36-K، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ فون: 3-35869501-042،
www.tanzeem.org
email: media@tanzeem.org

زیرِ اہتمام: مکتبہ خدام القرآن

عافیہ صدیقی کا پیغام مریم نواز کے نام

ضمیر اختر خان

عافیہ صدیقی کے لیے میاں محمد نواز شریف صاحب نے انتہائی شفقت اور محبت بھرے انداز میں فرمایا تھا کہ ''عافیہ ایسے ہی میری بیٹی ہے جس طرح مریم ہے''۔انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ''جب وہ حکومت میں آئیں گے، عافیہ کو رہائی دلوائیں گے''۔ (روزنامہ ''اسلام'' 8جون 2013ء)۔اللہ کے فضل وکرم سے میاں صاحب منصب وزارت عظمیٰ سنبھال چکے ہیں۔حسب وعدہ انہوں نے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے جدوجہد کا آغاز بھی کر دیا ہے۔ان کے سامنے ایک سے ایک بڑا مسئلہ ہے اور اس کے حل کے لیے ترجیحات کا تعین بھی ہو رہا ہے۔ہم ان کی بے پناہ مصروفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی صاحبزادی محترمہ مریم نواز کے توسط سے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے قومی وملی اہمیت کے مسئلے کی طرف توجہ دلائیں گے۔یوں سمجھئے کہ درج ذیل سطور ڈاکٹر عافیہ کی اپنی بہن مریم نواز سے بات چیت ہے جس میں وہ اپنے دکھ درد کا ذکر کر رہی ہیں اور ساتھ ہی مریم بہن سے درخواست کر رہی ہیں کہ وہ اپنے ابا حضور میاں محمد نواز شریف سے، جواب ماشاء اللہ وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان ہیں ،ان کی رہائی کی سفارش کریں۔امید ہے کہ مریم بہن ڈاکٹر عافیہ کی گزارشات پر ضرور توجہ فرمائیں گی۔عافیہ کا پیغام مریم نواز کے نام ملاحظہ فرمائیے:

مریم بہن! السلام علیکم!

آپ میرے بارے میں سب کچھ جانتی ہوں گی لیکن رسم دنیا نبھاتے ہوئے سب سے پہلے میں اپنا تعارف آپ سے کرواتی ہوں۔میں کراچی میں پیدا ہوئی تھی۔ میرے آباء واجداد کا تعلق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہے۔والد پیشے کے اعتبار سے ڈاکٹر تھے۔میں نے ابتدائی تعلیم کراچی سے حاصل کی۔اعلیٰ تعلیم امریکہ کی MITیونیورسٹی سے مکمل کی۔پی ایچ ڈی کی سند ایک تحقیقی ادارے Brandies سے حاصل کی۔9/11 کے بعد واپس اپنے دیس پہنچی اور کراچی میں اپنے خاندان کے ساتھ رہنے لگی۔30 مارچ 2003ء کو اپنے تین بچوں کو ساتھ لے کر راولپنڈی جانے کے لیے ایک ٹیکسی میں ریلوے اسٹیشن روانہ ہوئی۔اپنے وطن کے محافظوں نے اغوا کر کے مجھے تینوں بچوں سمیت امریکی ایجنسی ایف بی آئی کے حوالے کر دیا۔وہ دن اور آج کا دن مجھے نہیں معلوم کہ میرے بچے کہاں ہیں، مجھے کس جرم میں پکڑ کر غیروں کے حوالے کیا گیا۔جن لوگوں نے مجھے پکڑا ان کی نہ تو مائیں ہوں گی، نہ بہنیں اور نہ بیویاں، بیٹیاں۔ ورنہ وہ مجھے اس طرح پکڑ کر دوسروں کے ہاتھوں میں تھما کر بے غیرتی کا مظاہرہ نہ کرتے۔

پانچ سال افغانستان کے بگرام ایئر بیس پر انسان نما بھیڑیوں کے چنگل میں رہی۔وہاں مجھ پر کیا بیتی مریم بہن وہ میں حیاء کی وجہ سے آپ کو نہیں بتا سکتی۔نہ معلوم کب تک میں اس جہنم میں پڑی رہتی، وہ تو بھلا ہو نومسلمہ انگریز صحافیہ آپ کی ہم نام مریم (ایوان ریڈلی) کا کہ جولائی 2008ء میں اس نے ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ میری بگرام میں مردوں کی جیل میں قید کا انکشاف کیا۔اسی کی کوششوں سے امریکی درندوں کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ بگرام ایئر بیس کی قیدی نمبر 650 ڈاکٹر عافیہ صدیقی ہے۔ بعدازاں اپنی سفاکیت کو چھپانے کے لیے عدالت پیشی کے بہانے مجھے امریکہ منتقل کر دیا گیا۔وہاں ان نام نہاد مہذب دنیا کے منصفوں نے میرے ساتھ جو کچھ کیا وہ تو آپ کے علم میں آچکا ہوگا۔میرے ساتھ ٹارچر سیلوں میں امریکی جس حیوانیت کا مظاہرہ کر رہے ہیں اس سے تو ان کی انسانیت بھی مشکوک ہو گئی ہے۔انہوں نے سارے نمرودوں، فرعونوں، ابوجہلوں، ہٹلروں یہاں تک کہ ہلاکو خان کو بھی مات دے دی ہے۔تازہ خبر آپ نے پڑھ لی ہو گی۔ٹیکساس کارزویل جیل میں مجھ پر جو تشدد ہوا ہے اور میں جس طرح لہولہان ہوئی ہوں شاید اخبارات کے ذریعہ اس کی تفصیل آپ کو معلوم ہو چکی ہو گی۔

مریم بہن میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ اسلام کے نام پر بننے والے ملک پاکستان کا شہری ہونا صدیقی خاندان کے لیے باعث اعزاز تھا، کیونکہ مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست کے بعد پورے کرۂ ارض پر صرف یہی خطۂ زمین ہے جو اسلام کے نفاذ وقیام کے لیے وجود میں آیا تھا۔بہن! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے آبائی گھر مکہ کو چھوڑ کر اپنے نبی ﷺ کی رفاقت اختیار کی تھی اور غار ثور سے ہوتے ہوئے اپنے نبی کی ہمراہی میں مدینہ جا پہنچے تھے اور عمر بھر وہیں رہے اور آخری آرام گاہ بھی اپنے نبی کے پہلو میں اختیار کی، اسی طرح ہم نے بھی مدینہ ثانی پاکستان کو اپنا مسکن اس لیے بنایا تھا کہ یہاں رہ کر دنیا وآخرت کی بھلائیاں سمیٹیں گے، مگر اس مملکت خداداد کو تو امریکی کالونی بنا دیا گیا ہے۔آپ کے خاندان نے بھی اس مملکت میں کافی دکھ جھیلے ہیں اور اتفاق دیکھیے کہ آپ کو اور ہمیں دکھ دینے والا ایک ہی ہے جس کے اندر خسرو پرویز کی ساری خصلتیں موجود تھیں۔اب ماشاء اللہ آپ کے ابا جان آزمائشوں سے گزر کر دوبارہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزارت عظمیٰ پر فائز ہو چکے ہیں اگرچہ اقتدار بھی بہت بڑی آزمائش ہوتا ہے۔یہ اور بات ہے کہ پاکستان میں اقتدار ایک نشہ ہے جس کی لت کسی کو پڑ جائے تو اس کی خاطر پورے ملک کو بیرونی طاقتوں کے ہاتھ گروی رکھ لیتا ہے۔اس دفعہ آپ کے ابا جان احتیاط سے کام لے رہے ہیں۔انہوں نے اقتدار کی بجائے اقدار کو ترجیح دینے کا فیصلہ کیا ہے۔کے پی کے اور بلوچستان میں آسانی سے اپنی حکومت بنا سکتے تھے مگر اپنے قول کو سچ کر دکھانے کے لیے انہوں نے اقتدار کی قربانی دی۔

مریم بہن آپ کو میرا یہ پیغام ملے تو فرصت کے لمحات میں ابا جان کے بھی گوش گزار کر دیجیے گا کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی بھی آپ کی بیٹی مریم کی طرح قوم کی بیٹی ہے بلکہ آپ نے اپنی انتخابی مہم کے دوران بڑے خوبصورت انداز میں فرمایا تھا کہ عافیہ ایسے ہی میری بیٹی ہے جس طرح مریم ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ جب وہ حکومت میں آئیں گے تو عافیہ کو رہائی دلوائیں گے۔جس طرح ڈرون حملوں کے حوالے سے انہوں نے جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکی ناظم الامور کو دفتر خارجہ طلب کر کے شدید احتجاج کیا ہے اسی طرح میرے حوالے سے بھی آواز اٹھائیں۔ انہوں جس طرح 1998ء میں امریکی دھونس ودھمکی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ایٹمی دھماکے کر کے قوم کے دل جیت لیے تھے اگر قوم کی بیٹی کو رہائی دلانے میں اپنا کردار ادا کریں تو پوری قوم ان کو آنکھوں پر بٹھائے گی۔ویسے بھی قوم نے پہلے ہی ان کو پاکستان کی قسمت سنوارنے کا مینڈیٹ دے دیا ہے۔

(باقی صفحہ 7 پر)

مالِ تجارت

نعیم صدیقی

نعیم صدیقی مرحوم نے یہ نظم 1948ء میں کہی تھی اور ماہنامہ ''چراغ راہ'' کراچی میں شائع ہوئی تھی۔ اس نظم میں جس معاشرتی المیے کی نقشہ کشی کی گئی ہے وہ المیہ پہلے سے کہیں زیادہ سنگین صورت اختیار کر چکا ہے۔ یہ نظم اس پہلو سے بھی ہمیں لمحات فکر فراہم کرتی ہے کہ اگر اس سرزمین میں حقیقی اسلامی نظام قائم نہ ہوا تو زوال معاشرہ کا یہ سفر اپنے بدترین انجام کو پہنچ کر رہے گا۔ (مدیر)

یہ مرے ایک پڑوسی کا چہکتا بچہ!
روز اسکول میں آتا جاتا!
کبھی روتا، کبھی گاتا جاتا!
مجھے آداب بھی کہتا ہے کبھی
اور کبھی یونہی اُچھلتا یہ گذر جاتا ہے
میرے بچوں سے کبھی چھیڑ بھی کر جاتا ہے
آہ! یہ کیسۂ فطرت کا گُہر
یہ مشیّت کا ہے شہ کارِ ہُنر
وقت کی شاخِ تمنا کا اثر
کتنی ہی بار اسے دیکھ کے سوچا میں نے
ہائے اس طفلکِ معصوم پہ کیا گذرے گی!
ان فضاؤں میں ہے طاغوت کی چُھریوں کی چمک
ہائے معصوم کے حلقوم پہ کیا گذرے گی!

....

اپنے اس شہر میں بچوں کے ہزاروں ریوڑ
ایک مقتل کے لئے پلتے ہیں!
ایک منڈی میں انہیں بِکنا ہے
چند لقموں کے لئے
چند پیسوں کے لئے
میرے ہمسائے کا معصوم بھی بِک جائے گا
اور پھر خود مری اولاد بھی بِک جائے گی!

....

کیا ہے تہذیب؟ یہ منڈی ہے بنی آدم کی
اور طاغوت ہے سیٹھ!
سیٹھ کے کتنے ہی دلاّل ہیں، کارندے ہیں!
کوئی دفتر میں محرّر ہوگا!
کوئی مکتب میں مدرّس ہوگا
کوئی جلسے میں مقرر ہوگا!
منصفی ان کی ہے، جیل ان کے ہیں!
ان کے کولھو ہیں تو تیل ان کے ہیں!

مکر و افسون کے ہر رنگ کے کھیل ان کے ہیں!
بنک بھی ان کے ہیں ٹکسالیں بھی!
ناچ گھر ان کے، سنیما گھر بھی
انہیں ہر رنگ کی آتی ہیں کئی چالیں بھی!
کھولے بیٹھے ہیں یہ میخانے بھی
ان کی مینائیں بھی، پیمانے بھی
ان کے اشعار بھی افسانے بھی!

....

کتنے تن روز یہاں بیچ دیے جاتے ہیں
کتنے من روز یہاں نذر کیے جاتے ہیں
کتنے اخلاق یہاں رہن ہیں روٹی کے لئے
کتنے ایمان یہاں لوٹ لئے جاتے ہیں
عصمتیں بیچ کے جاتے ہیں شباب!
غیرتیں بیچ کے جاتے ہیں جوان!
بال و پَر بیچ کے جاتے ہیں عقاب!
دے کے قصاب کو پالے ہوئے بچے اپنے
باپ تن جاتے ہیں، ماؤں کو خوشی ہوتی ہے!
آدمیت کی خودی جانے کہاں سوتی ہے!

....

کاش ان ماؤں کی گودیں نہ ہری ہو سکتیں
چھاتیاں ان کی نہ یوں دودھ بھری ہو سکتیں!
کاش! باپوں کو نہ جوڑے ملتے!
آرزوؤں کے نہ غنچے کھلتے!
راکھ میں دفن شرارے رہتے!
عمر بھر مرد کنوارے رہتے!
کاش اتنا سا تو بے باک یہ انساں ہوتا!
اپنے بچوں کا گلا گھونٹ کے نازاں ہوتا!
لوگ اولاد کو زندہ ہی اگر گاڑے آتے
آدمی دہر میں اتنا تو نہ ارزاں ہوتا!

....

لیکن اب کیا ہو کہ ہر ماں تو جنے جاتی ہے
نسل پر نسل اُبلتی ہی چلی آتی ہے
اور میں سوچ رہا ہوں پیہم
ہائے اس طفلکِ معصوم پہ کیا گذرے گی!

....

یہ ہے اِک مالِ تجارت! اسے معلوم نہیں!
اسے معلوم ہی کیا!
کل کسی ظلم کی رکشا میں اسے جُتنا ہے
کل یہ کھینچے گا غلاظت کے کسی چھکڑے کو
کل یہ لگ جائے گا ابلیس کی مزدوری میں
کل گناہوں کا سپاہی اسے بن جانا ہے
جی میں آتی ہے کہ خونی بن کر
جی میں آتی ہے کہ لے کر خنجر
اس پہ اک وار کروں!
ایک ہی وار فقط ایک ہی وار!
اور پھر ایک پکار!
ایک مظلوم سی چیخ!
اور پھر خون کی دھار!
اُسوۂ خضر کی تجدید کروں!
یہ فرشتہ ہے تو طاغوت کے کام آئے کیوں!

....

ساتھ ہی یہ بھی تو آتا ہے خیال!
اپنے ہمسائے کے بچے سے مجھے کیا مطلب؟
زندگانی کے قضیے سے مجھے کیا مطلب؟
جیسے چلتی ہو یہ گاڑی، یونہی چلتی جائے
بیٹھ کر سوچتا رہتا ہوں میں اکثر یونہی
سوچ ہی سوچ میں صدیاں گذریں!
سوچ ہی سوچ میں نسلیں بیتیں!
یونہی اپنی بھی تو کٹ جائے گی عمر
چند بیمار سے سال!

(مرسلہ: قاضی عبدالقادر)

بوعلی سینا

فلسفہ وطب میں مشرق ومغرب کا امام

فرقان دانش

ابتدائی حالات

طب اور فلسفے میں مشرق ہو یا مغرب بوعلی سینا سے زیادہ نامی حکیم پیدا نہیں ہوا۔ خصوصاً طب میں تو وہ امام مانے جاتے ہیں۔ بوعلی سینا کا نام حسین تھا۔ والد کا نام عبداللہ تھا اور اس کا خاندان ابن سینا کی نسبت سے مشہور تھا، جو غالباً بوعلی کے چوتھے یا پانچویں جد تھے۔ عبداللہ بخارا کے ایک علاقے کے حاکم تھے۔ وہیں صفر 370 ہجری (اگست 980ء) میں بوعلی پیدا ہوئے۔ دس سال کی عمر میں علوم عربیہ کی تعلیم سے فراغت حاصل کی اور چھ سال تک فلسفہ، ریاضیات ہیئت اور طب کا مطالعہ کیا۔ سترہ سال کی عمر میں آپ کی طبی لیاقت کا یہ عالم تھا کہ ایک بادشاہ نوح ابن منصور کا علاج کیا جو ایک نہایت خطرناک مرض میں مبتلا تھا۔ جب بادشاہ کو صحت حاصل ہوئی تو اُس نے دوسرے اِنعامات کے علاوہ بوعلی کو اُس کی خواہش پر اپنے کتب خانۂ شاہی سے استفادے کی اجازت بھی دے دی۔ 1004ء میں جب بادشاہ کی حکومت ختم ہوگئی تو بوعلی سینا نے کچھ مدت خوارزم کے بادشاہ کی ملازمت کی۔ اس کے بعد جرجان میں منطق اور ہیئت کی تدریس میں مصروف رہے۔ جہاں سے وہ ہمدان پہنچے اور شمس الدولہ کے وزیر بن گئے۔ یہاں فوج نے بغاوت کر دی اور مطالبہ کیا کہ وزیر کو قتل کر دیا جائے۔ اس پر بوعلی سینا نے چھپ کر جان بچائی۔ کچھ مدت کے بعد ہمدان میں شاہ اصفہان کی حکومت قائم ہوگئی اور بوعلی سینا واپس آ کر تصنیف وتالیف میں مصروف ہوگئے۔

علمی خدمات اور کارنامے

شیخ حسین بوعلی سینا اپنے زمانے کے بہت بڑے محقق، مفکر اور مصنف تھے۔ اُن کی زندگی ابتلا اور آزمائش کی زندگی تھی۔ کبھی تو وہ وزارت عظمیٰ کے بلند ترین عہدے پر فائز نظر آتے ہیں اور کبھی غربت میں جان کے خوف سے جنگلوں کی خاک چھانتے پھرتے ہیں۔ لیکن رنج ہو یا راحت، سفر ہو یا حضر، آرام ہو یا تکلیف انہوں نے ان حالات سے تاثر قبول نہ کیا اور کسی حالت میں بھی کارخانۂ قدرت کے عجائب کے بارے میں تدبر وتفکر، مشاہدہ وتحقیق اور تصنیف وتالیف سے وہ غافل نہ رہے۔

علم طبیعیات میں شیخ کی دریافتیں نہایت اہم ہیں۔ انہوں نے علم طبیعیات میں حرکت، قوت، خلا، روشنی اور حرارت جیسے اہم مضامین پر گہرے تحقیقی کام کیے ہیں اور دنیا کے سامنے اپنا نیا نظریہ پیش کیا ہے۔

روشنی، روشن ذرات کا نام ہے

شیخ نے تجربے اور تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ روشنی ایسے روشن ذرات ہیں جو نور افشاں جسم سے نکلتے ہیں۔ شیخ نے روشنی کے مسئلہ میں ابن الہیثم کے نظریات کو تسلیم کرتے ہوئے اس میں کچھ اضافہ بھی کیا ہے۔

روشنی کے مسئلہ میں بوعلی نے ثابت کیا کہ روشنی کی ایک واضح رفتار ہوتی ہے۔ اس لیے وہ سب سے پہلے سائنس داں ہیں، جنہوں نے روشنی کی رفتار کو ثابت کیا اور روشنی کی رفتار کا نظریہ پیش کیا، اُن کی یہ دریافت آج بھی مستند ہے۔

ورنیر پیمانے کی ایجاد

شیخ کو علم ریاضی سے بھی دلچسپی تھی۔ چنانچہ علم مساحت میں وہ ایسے طریقے جانتے تھے کہ چھوٹی سے چھوٹی چیز کو وہ صحت کے ساتھ ناپ لے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ شیخ اس نازک ترین پیمانے کے موجد ہیں جسے ورنیر کہتے ہیں۔

علم تشریح الاعضاء

شیخ فن طب میں امام کی حیثیت رکھتے ہیں، علم تشریح الاعضاء (Physiology) اور علم العلاج (MeterialMedica) میں اُن کے انکشافات اور نظریات آج بھی مستند سمجھے جاتے ہیں۔

کتابوں کے تراجم

شیخ نے بہت سی تصانیف چھوڑی ہیں، جن میں سے دو نہایت ضخیم کتابیں بے حد مشہور ہیں۔ ''کتاب الشفاء'' اٹھارہ جلدوں میں ہے اور ''القانون فی الطب'' چودہ جلدوں میں ہے۔ تمام علوم اور فنون کے متعلق ایک انسائیکلوپیڈیا بھی ''لسان العرب'' کے نام سے مرتب کیا۔ منطق، فلسفہ، ریاضی، ہیئت، طب اور مابعد الطبیعات میں عدیم المثال قابلیت رکھتے تھے۔ اُن کی کتاب ''القانون'' یورپ کی یونیورسٹیوں میں پندرھویں صدی کے اواخر تک کل نصاب تعلیم کا نصف سے زیادہ حصہ تھی اور مونٹ پلییر اور لووین کی یونیورسٹیوں میں 1650ء تک داخل نصاب چلی آتی تھی۔ اُن کی تقریباً سب اہم کتابوں کے ترجمے یورپی زبانوں میں ہو چکے ہیں۔

القانون کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ پندرھویں صدی میں یہ کتاب سولہ بار اور سولہویں صدی میں بیس مرتبہ چھپی۔ لاطینی زبان میں اس کتاب کے ترجمے شائع ہوئے۔ القانون کا وہ حصہ جو آنکھ کے امراض اور علاج کے بارے میں ہے، اس کا ترجمہ ڈاکٹر لیپر نے جرمن زبان میں شائع کیا۔ فرنچ زبان میں بھی اُن کی کتابوں کے ترجمے شائع ہوئے۔ بوعلی سینا کی دوسری اہم کتاب ''کتاب الشفاء'' فلسفہ وحکمت، علم نفسیات اور علم طبیعیات کی مشہور کتاب ہے۔ ڈاکٹر ہورٹن نے کتاب الشفاء کا جرمن زبان میں ترجمہ اور شرح کر کے شائع کیا۔ ڈاکٹر گلیوم اوفرنی نے شفاء کی کتاب النفس کا ترجمہ لاطینی میں کیا۔ شیخ کی تقریباً سب کتابوں کے ترجمے یورپ میں ہو چکے ہیں۔

الغرض شیخ کی قدرومنزلت پورے یورپ نے کی اور وہ مجبور بھی تھا۔ آٹھ سو سال تک شیخ کی کتابیں یورپ کے میڈیکل کالجوں میں پڑھائی جاتی رہیں۔

آج اس نئے دور میں علم طب بہت ترقی کر گیا ہے۔ نئے نئے انکشافات ہو رہے ہیں۔ نئی نئی کتابیں شائع ہو رہی ہیں۔ نئے نئے میڈیکل کالج قائم ہو رہے ہیں۔ امراض بھی نئے نئے پیدا ہو رہے ہیں۔ علاج کے نئے نئے طریقے بھی سامنے آ رہے ہیں لیکن یہ سب کام اسی دائرے میں ہو رہا ہے جس کو شیخ نے قائم کیا اور بنیاد وہی ہے جس پر شیخ نے القانون کی بنیاد رکھی تھی۔

دیگر کام

ایک رات علاؤ الدولہ کے سامنے تقویم کی تاریخوں کا ذکر آیا کہ قدیم علم ہیئت کی رو سے جو تقویمیں تیار کی گئی تھیں ان میں غلطیاں ہیں۔ علاؤالدولہ نے شیخ سے کہا کہ ستاروں کے ذریعے نئے سرے سے تحقیق کر کے صحیح تقویم تیار کرے۔ علاؤ الدولہ نے جملہ سامان اور ضرورت کی چیزیں مہیا کر دیں۔ شیخ نے یہ کام شروع کیا، اس سلسلہ میں نئے نئے انکشافات کیے اور آٹھ سال میں تقویم کا یہ کام مکمل ہوا۔

وفات

بوعلی سینا سخت دماغی محنت کے عادی تھے۔ ایک دفعہ ایک جنگی مہم کے سلسلے میں فوج کے ساتھ جا رہے تھے کہ شدید قولنج میں مبتلا ہوئے اور جون 1038ء میں ہمدان کے مقام پر انتقال کر گئے۔ اس وقت اُن کی عمر 58 برس تھی۔ اسی شہر میں اُن کا مقبرہ آج بھی موجود ہے۔ ☆☆

ملتان: عظمت قرآن واستقبال رمضان کے حوالے سے خصوصی خطاب

امیر تنظیم اسلامی ملتان کینٹ محمد سلیم اختر نے 31 مئی 2013ء کو بعد نماز مغرب نور محل میرج کلب ملتان میں ایک تقریب سے عظمت قرآن اور رمضان المبارک کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ اس پروگرام کا اہتمام معتمد ملتان شہر محمد شہریار نے کیا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض بھی انہوں نے ہی سرانجام دیئے۔ اس تقریب میں 400 خواتین اور 700 مرد حضرات نے شرکت کی۔ پروگرام میں ملتان شہر کے سیاسی رہنماؤں اور تاجر برادری کے لوگوں نے بھی شرکت کی۔ سلیم اختر نے خطاب کے آغاز میں عظمت قرآن مجید پر پُر اثر گفتگو کی، اور تقریر کے دوسرے حصے میں عظمت قرآن کو استقبال رمضان سے جوڑتے ہوئے رمضان المبارک میں قیام اللیل مع قرآن کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ سامعین نے ہمہ تن گوش ہو کر یہ خطاب سنا۔ اس پروگرام کے ذریعے وسیع پیمانے پر ملتان کے سیاسی قائدین، تاجروں اور عوام تک تنظیم اسلامی کی دعوت پہنچی۔ اللہ تعالیٰ سلیم اختر اور اُن تمام لوگوں کو جنہوں نے اس پروگرام میں تعاون کیا اجر سے نوازے۔ (آمین) خطاب کے بعد شرکاء کے لئے کھانے کا اہتمام بھی کیا گیا۔ (مرتب: شوکت حسین انصاری)

تنظیم اسلامی ملتان شہر کے زیر اہتمام جہانیاں میں دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی ملتان شہر کے زیر اہتمام 8 جون 2013ء کو جہانیاں میں دوروزہ دعوتی و تربیتی پروگرام منعقد ہوا۔ اس پروگرام کے لئے 12 رفقاء پر مشتمل ٹیم ہفتہ کے دن سہ پہر 4 بجے ملتان سے جہانیاں روانہ ہوئی، جہاں رفیق تنظیم محمد عمر سلیمانی ہمارے میزبان تھے۔ نماز مغرب کے بعد جناب عبدالقدیر قریشی نے درس قرآن دیا۔ نمازیوں کی مختصر تعداد نے درس میں شرکت کی۔ بعد نماز عشاء رفیق تنظیم محمد نوید نے فرائض دینی کے جامع تصور پر گفتگو کی اور تنظیم کی دعوت پیش کی۔ اہل علاقہ نے یہ دروس انہماک سے سنے اور انہیں پسند کیا۔ رات کا قیام مسجد میں رہا۔ اگلے روز نماز فجر کے بعد محمد آصف نے سورۃ الفرقان کی روشنی میں بندۂ مومن کے اوصاف بیان کئے۔ علاقہ کی دیگر مساجد میں بھی دوسرے رفقاء نے دروس دیئے۔ دوروزہ دعوتی پروگرام میں مسجد کی انتظامیہ نے بھرپور تعاون کیا، اور یہ تقاضا بھی کیا کہ اس طرح کے دعوتی پروگرام ہر ماہ یہاں منعقد کئے جائیں، نیز خطاب جمعہ کی پیش کش بھی کی گئی۔ اس پروگرام سے رفقاء میں تنظیمی فکر کی یاددہانی ہوئی۔ (مرتب: شیریار)

لاہور: برما میں مسلم نسل کشی کے خلاف تنظیم اسلامی کا احتجاجی مظاہرہ

میانمار (برما) میں بدھ مت کے پیروکاروں کے ہاتھوں مسلمانوں کے وحشیانہ قتل عام کے خلاف 13 جون 2013ء کو تنظیم اسلامی حلقہ جات لاہور شرقی وغربی نے مشترکہ طور پر احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرہ کے لئے رفقاء نے امیر حلقہ لاہور غربی محمد جہانگیر کی ہدایت پر مقررہ دن نماز عصر مسجد شہداء مال روڈ میں ادا کی۔ نماز کی ادائی کے بعد تمام رفقاء صحن مسجد میں اکٹھے ہوئے اور ناظم مظاہرہ قرۃ العین نے انہیں ہدایات دیں۔ اس کے بعد حسب ہدایت رفقاء بینرز، پلے کارڈز اور تنظیم اسلامی کے جھنڈے اٹھا کر دورویہ قطار میں امیر حلقہ کی زیر قیادت مسجد شہداء سے فیصل چوک، اسمبلی ہال کی طرف روانہ ہوئے۔ بینرز اور پلے کارڈز پر جو عبارتیں درج تھیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

- ☆ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، وہ اسے بے یارومددگار نہیں چھوڑتا
- ☆ برما میں مسلمانوں کا قتل عام، نام نہاد آزاد پاکستانی میڈیا خاموش کیوں؟
- ☆ حکومت پاکستان اور عوام برمی مسلمانوں کی ہرممکن مدد کریں
- ☆ کیا آج برمی مسلمانوں کی پکار پر لبیک کہنے والا کوئی ہے؟
- ☆ کیا شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کا خون اتنا سستا ہے کہ جو چاہے بہادے
- ☆ عالم کفر کے ظلم سے نجات کا واحد راستہ: نظام خلافت

فیصل چوک پہنچ کر رفقاء چوک کے اطراف میں کھڑے ہوگئے۔ محمود حماد نے نقابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ سب سے پہلے محسن محمود نے کلام پاک کی آیات تلاوت کیں اور اُن کا ترجمہ بیان کیا۔ اس کے بعد جناب تجمل حسن میر نے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ بدھ مت کے پیروکاروں کے ہاتھوں مسلمانوں کے قتل عام پر غیر مسلم اقوام کی بے حسی تو سمجھ میں آتی ہے لیکن مسلمان حکمران جس بے حسی کی تصویر بنے ہوئے ہیں، اسے دیکھ کر حضور ﷺ کی ایک حدیث یاد آجاتی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ غیر قومیں تم پر ٹوٹ پڑنے کے لئے ایک دوسرے کو ایسے دعوت دیں گی جیسے کھانا کھلانے والا، کھانے کے لئے دعوت دیتا ہے۔ اس پر صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ، کیا ہم اُس وقت بہت تھوڑے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ تمہاری تعداد تو اس وقت بہت زیادہ ہوگی لیکن تمہاری حیثیت سیلاب کے پانی کے جھاگ سے زیادہ نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا۔ اور اس کی وجہ یہ ہوگی کہ تمہارے دلوں میں ایک بیماری پیدا ہو جائے گی جس کا نام وھن ہے۔ پوچھا گیا کہ ''وھن'' کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔ اس کے بعد شکیل احمد نے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ عالمی میڈیا، جس پر یہودی چھائے ہوئے ہیں، تو شروع سے مسلمانوں کے خلاف ہے، لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارا نام نہاد آزاد میڈیا خصوصاً الیکٹرانک میڈیا بھی اسلام دشمن عالمی میڈیا کے گماشتے کا کردار ادا کر رہا ہے۔ میڈیا پر قینچی کی طرح چلتی زبانیں برما میں مسلمانوں کے وحشیانہ قتل عام پر گنگ ہیں، جبکہ دوسری طرف اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جاتا، چاہے اس کے لئے کوئی جعلی ڈراما ہی کیوں نہ رچانا پڑے۔ آخر میں امیر حلقہ لاہور غربی محمد جہانگیر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ برما میں حکومتی سرپرستی میں مسلمانوں کو جس وحشیانہ انداز میں شہید کیا جا رہا ہے اس نے سپین میں مسلم نسل کشی کی یاد تازہ کر دی ہے۔ انہوں نے اس بات پر افسوس اور شدید غم وغصہ کا اظہار کیا کہ مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم O.I.C بھی محض نمائشی ادارہ بن کر رہ گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہزاروں مسلمانوں کی شہادت پر خاموشی سے مسلمان غلام حکمرانوں کا مکروہ چہرہ ایک بار پھر نمایاں ہوگیا ہے۔ اور ستم ظریفی یہ ہے کہ اسلام اور اسلامی قومیت کے نام پر بننے والے ملک پاکستان کے حکمران بھی ''ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم'' کی صورت بنے بیٹھے ہیں، اور اس درندگی پر کہیں کوئی صدائے احتجاج نہیں بلند نہیں کی جا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر امت مسلمہ کا یہی حال رہا تو مسلمانوں کی خونریزی کا یہ سلسلہ کبھی نہیں رُکے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری بقاء کا واحد راستہ یہ ہے کہ ہم پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام یعنی نظام خلافت کو نافذ کریں اور عالم کفر سے مقابلے کے لیے عالم اسلام کا متحدہ محاذ تشکیل دیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ برمی مسلمانوں سے اظہار یکجہتی اور عالمی ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لیے حکومت پاکستان سرکاری طور پر ایک روزہ سوگ کا اعلان کرے، اور برما سے سفارتی تعلقات فوری طور پر منقطع کئے جائیں۔ یہ مظاہرہ امیر حلقہ لاہور غربی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ رفقاء مسجد شہداء میں نماز مغرب ادا کرنے کے بعد اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوگئے۔ (مرتب: محمد یونس)

دعائے صحت کی اپیل

- ☆ سینئر بزرگ رفیق تنظیم کوئٹہ راشد گنگوہی صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوا
- ☆ امیر حلقہ پنجاب شرقی محمد ناصر بھٹی صاحب بیمار ہیں

اللہ تعالیٰ بیماروں کو صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔
قارئین سے بھی اُن کے لئے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَّایُغَادِرُ سَقَمًا

Kaleem Butt

MAULANA MUFTI ABDUL KAREEM of BAIR SHAREEF

A SINDHI RELIGIOUS SCHOLAR WHO STOOD AGAINST GENERAL ZIA

Introduction

It is a historical fact that Sindh has always been a land of tolerance and mysticism, but another historical fact is that whenever it comes to Islam Sindh stands tall and high, the first foreign language in which Holy Quran was translated was Sindhi. Sindh had a unique role in the Khilafat Movement that started in the 20th century in sub-continent. It is the land of Sindh which gave birth to Islamic scholars of highest caliber such like Amorti Sahib, Maulana Ubaid Ullah Sindhi and many others, who preached and propagated religion of Islam. But when it comes to standing for the truth the Sindhis are to be found in front rows, whether in the form of Sufi Shah Inayat, or Pir Sibghat Ullah Shah Rashdi. Scholars like Syed Ghulam Ali Shah had debates with priests and the preachers of Church Missionary Society during the mid 19th century. One cannot deny the incredible role and services of Sindh for Islam. Politically Sindhis have more awareness than rest of the Pakistan. It was Sindh who protested against President Ayub's 'One Unit'. It was none other than Sindhis who led the MRD movement against President Zia and bore those horrifying lashes. Sindhi literature is an eye-witness to all those sins.

General Zia Wearing the Islamic Mask

Tariq Ali in "Can Pakistan Survive" writes that General Zia had been dismissed by both friends and enemies as a simpleton, mere front-man for a junta, who could be easily swept aside. What such views ignored was the fact the state had precisely required a 'low-profile' leader. In 1978, Zia informed a bewildered nation that he had been overpowered by a dream in which a voice (presumably that of Almighty) had suggested that elections were un-Islamic. This of course, was nothing but a cynical attempt to manipulate mass consciousness in rural areas where superstition is rife. Zia had not dreamed anything!

In his presidential speech Zia said:

> "Pakistan is like Israel (in other words Zia accepted the state of Israel), an ideological state. Take out Judaism from Israel and it will collapse like a house of cards. Take Islam out of Pakistan making it a secular state, it too would collapse. For the past four years we have been trying to bring Islamic values to the country."

All the right-wing politicians and religious groups sat on the right hand side of Zia, praising him and calling him *'Mard-e-Momin' 'Mard-e-Haq'*. But Sindh the land of sufis and saints resisted him. They understood a wolf was hiding itself in sheep's clothing.

Maulana Mufti Abdul Kareem of Bair Shareef

According to Maulana Mohammad Qasim Soomro's biography about Mufti Sahib, his genealogical tree goes back to the first caliph of Islam, Hazrat Abu-Bakr Siddique ؓ. Maulana Mufti Mehmood and Maulana Mufti Abdul Kareem claimed that Zia was an Ahmedi, and for that, they claim, they had proof. In a speech at Sukkur in 1983, Mufti Sahib said:

> "The British played a trick upon Muslim by taking away the Quranic knowledge from them, they taught Sindhis to be loyal to the British crown and also to stand up in respect for white lords. They bribed few with money, and forced many people to follow Ghulam Ahmed Qadiyani.... Recently the editor of Dawn

newspaper Altaf wrote that Qadyanis are practically ruling Pakistan, meaning the King (president) of Pakistan Zia-ul-Haq is a Qadyani."

While quoting Newsweek, an American periodical, of July 1988 Mufti Sahib claimed: "Zia himself a stocky gregarious man, who is a member of small Muslim caste."

On the other hand, Zia arrested Mufti Sahib, tried to bribe him and in the month of August 1983, Zia sent famous landlords Mian Rahim Bux Soomro and Illahi Bux Soomro (who were ministers) of Shikarpur to Bair Shareef, to praise Zia and asked Mufti Sahib to meet Zia face to face. But Mufti Sahib refused by saying: "Nothing good would come out from our meeting, and he should repent before the entire nation." Mufti Sahib carried on talking and writing against the illegitimate Zia regime. On 13th November 1983, Mufti Sahib's son Abdul Aziz was arrested and sent to Central Jail Sukkur.

In Sindh, Maulana Mohammad Shah Amroti and Maulana Abdul Kareem of Bair Shareef were the backbone of the MRD movement. In 1983, Mufti Sahib wrote a letter to his Jamaat, in which he wrote: "We are at political and religious difference with the present ruler of Pakistan, and we are at war with him. We think that General Zia is a Qadyani. Abrogating the 1973 Constitution, revoking the statements that Mirza Ahmed Qadyani is a Dajjal and liar from passport forms and national identity cards are enough evidences about that." From his letters, Mufti Sahib time and again demanded for restoration of the 1973 Constitution, restoration of democracy, end to dictatorship and a free and fair election under the supervision of Supreme Court.

When the demand of election was brought before Zia, he announced referendum and told people whosoever wants Quranic Law in the country must vote in favor of him. Even pamphlets were printed and thrown in cities and villages by army planes. Prior to that, in 1983 elections were announced under BD system under the supervision of Pak Army, but Mufti Sahib carried on his struggle against the dictator and called for a boycott, due to which army personnel was sent to polling stations, but the citizens refused to co-operate.

In June 1980, Zia spoke to a gathering at a mosque of Islamabad and announced that under the new Alms Ordinance, 2.5% of saving or current accounts of every Pakistani would go to the Bait-ul-Mall of government, and the government would distribute the collected amount to the poor, needy and the religious schools during the holy month of Ramadan. According to Zia, he was a Caliph of Muslims and everything was going in accordance with Islam, including Zakat that was now imposed by that ordinance which he thought he had Islamified. As soon as the announcement was made, Maulana Abdul Kareem and Maulana Mufti Mehmood protested against that ordinance. In June 1980, Maulana Mufti Mehmood delivered a lecture against the New Zakat Ordinance at a mosque in Sher Shah Colony, Karachi, while later that month a fatwa (Islamic decree) was issued against that ordinance. Thus this scholar of Islam from Sindh carried on his struggle against the Zia regime and tried to teach and live the true religion of Islam.

ضرورت رشتہ

☆ اعلیٰ تعلیم یافتہ 40 سالہ مطلقہ کے لئے پڑھے لکھے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
دوسری شادی کے خواشمند بھی رجوع کر سکتے ہیں۔
برائے رابطہ: 0334-4475550 042-35162378

☆ حافظ قرآن ڈاکٹر آف فارمیسی مدینہ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل رفیق تنظیم اسلامی کو دینی گھرانے کی پڑھی لکھی باپردہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0322-4009945

دعائے مغفرت کی اپیل

- امیر حلقہ سکھر احمد صادق سومرو کی خوشدامن وفات پاگئیں
- تنظیم اسلامی گلشن اقبال کراچی کے رفیق جناب اویس ادریس کے بڑے بھائی رحلت فرما گئے
- حلقہ جنوبی پنجاب کی مقامی تنظیم وہاڑی کے رفیق جناب غلام رسول کی والدہ محترمہ بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا